گلدستۂ احادیث

نزهة الناظرین
و
بهجة الطالبین
کا اُردو ترجمہ

حضرت اعلیٰ حافظ غلام مُرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ

نزهة الناظرین و بهجة الطالبین
کا اردو ترجمہ

گلدستۂ احادیث

مختلف موضوعات پر ۱۵۰ احادیث کی مختصر شرح، راویوں کے تعارف، لغت اور اعراب کی تشریحات پر مشتمل کتاب، علومِ شرعیہ و عربیہ کے طلباء، اساتذہ اور دیگر شائقین کے لیے گراں قدر اور معلومات افزا تحفہ

○

مؤلف
قدوۃ الکاملین سید العلماء و العرفاء
حضرت اعلیٰ حافظ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم
ڈاکٹر پروفیسر محمد طفیل سالک
شعبہ فلسفہ گورنمنٹ کالج۔ لاہور

حسب الارشاد:
پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین صاحب
ناظم ادارہ معین الاسلام

المکتبۃ المرتضویہ
بیربل شریف۔ ضلع سرگودھا
فون: ۰۴۵۱-۷۹۹۵۹۲-۲۲۸

marfat.com

زاویہ پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۲۰۰۳ء

بار اول ________________ ۱۰۰۰

ہدیہ ________________ ۹۰ روپے

○

زیر اہتمام

نجابت علی تارڑ

ملنے کے پتے

- مکتبہ جمالِ کرم ۔ ۹ مرکز الاویس ۔ دربار مارکیٹ ۔ لاہور ۰۴۲ - ۷۳۲۴۹۴۸
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور ۰۴۲ - ۷۲۲۱۹۵۳
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۔ انفال سنٹر ۔ اُردو بازار ۔ کراچی ۰۲۱ - ۲۲۱۰۲۱۲
- احمد بک کارپوریشن ۔ کمیٹی چوک ۔ راولپنڈی 51-5558320
- مکتبہ المجاہد ۔ دار العلوم محمدیہ غوثیہ ۔ بھیرہ شریف ۰۴۵۲۱-۹۱۰۷۶۳
- مکتبہ ترضویہ ۔ بیربل شریف ضلع سرگودھا ۰۴۵۱ - ۷۹۹۵۹۲-Ex۲۲۸

marfat.com

فہرست

نمبر شمار	تفصیل	صفحہ نمبر
	روشنی	۹
۱	پیش لفظ	۱۱
۲	مؤلف کتاب	۱۳
۳	مقدمہ	۲۲
۴	اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کلام	۲۳
۵	نماز کے تارک کی سزا	۲۴
۶	فجر وعصر پڑھنے والوں کی جزا	۲۵
۷	دھوکہ دینے والے سے لاتعلقی کا اعلان	۲۶
۸	مال کی حفاظت میں قتل ہونے والا شہید ہے	۲۷
۹	دوسروں پر رحم نہ کرنے والے کی اللہ رحمت سے محرومی	۲۹
۱۰	حساب کا تقاضا عذاب کی صورت میں	۳۰
۱۱	نظر کا لگ جانا	۳۱
۱۲	اللہ تعالیٰ فحاشی کو پسند نہیں کرتا	۳۲
۱۳	اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے	۳۳
۱۴	حضور علیہ صلی اللہ وسلم کا دل نہیں سوتا	۳۴
۱۵	حضور علیہ صلی اللہ وسلم کو رحمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا	۳۵
۱۶	آب زمزم کی فضیلت	۳۶
۱۷	فطری حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات	۳۷
۱۸	اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے	۳۸
۱۹	مردہ جانور کا کھانا حرام ہے	۳۹
۲۰	ریشم پہننے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں	۴۰
۲۱	جانور کو نشانہ نہ بناؤ	۴۱
۲۲	بتوں اور باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ	۴۲
۲۳	مُردوں کو بلا بھلا مت کہو	۴۳

marfat.com

۲۴	قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی	۴۴
۲۵	کسی کے سودے پر سودا نہ کرو	۴۵
۲۶	تکلیف میں موت کی تمنا نہ کرو	۴۶
۲۷	مسلمان بھائی سے قطع تعلقی	۴۷
۲۸	کسی مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرو	۴۹
۲۹	قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا	۵۱
۳۰	چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا	۵۲
۳۱	افطار میں جلدی خیر کی نشانی ہے	۵۳
۳۲	مؤمن ایک ہی سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا	۵۴
۳۳	ہمسایہ کو اپنی دیوار پر شہتیر رکھنے سے نہ روکو	۵۵
۳۴	اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھو	۵۶
۳۵	جمعہ کے دن غسل کا حکم	۵۷
۳۶	چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے	۵۸
۳۷	اچھا کفن پہنانے کی تاکید	۵۹
۳۸	ہر بیماری کے لئے شفا ہے	۶۰
۳۹	صبر سے بڑا کوئی عطیہ نہیں	۶۱
۴۰	وقت وصال نبی ﷺ کا اختیار	۶۲
۴۱	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول وعدہ خلافی نہیں کرتے	۶۳
۴۲	ٹخنوں سے نیچے تہ بند کی سزا	۶۴
۴۳	قیامت کا طویل عرصہ	۶۵
۴۴	قیامت کے دن کافر کے جسم کی لمبائی	۶۵
۴۵	حوض کوثر کی وسعت	۶۷
۴۶	عید کی خوشی	۶۸
۴۷	حضرت ابوبکرؓ کا مقام ثانی اثنین	۶۹
۴۸	ہمسایوں کے لئے سالن کا ہدیہ	۷۱
۴۹	حضرت انسؓ پر شفقت	۷۲

marfat.com

۵۰	حضرت ابوہریرہؓ اور چور	۷۳
۵۱	حضرت علیؓ کی فضیلت	۷۴
۵۲	برکت طعام کثیر کا معجزہ	۷۵
۵۳	عورتوں کو صدقہ کی تاکید	۷۶
۵۴	حج بیت اللہ کی فرضیت	۷۶
۵۵	مسجد تک قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں	۷۸
۵۶	جزع فزع کی ممانعت	۷۹
۵۷	قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کی ترغیب	۸۰
۵۸	سرکہ بہت اچھا سالن ہے	۸۲
۵۹	نماز تہجد پڑھنے کی ترغیب	۸۳
۶۰	مثلہ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت	۸۴
۶۱	کھانے میں برکت کا معجزہ	۸۵
۶۲	پایوں کی دعوت قبول کرنا	۸۶
۶۳	مسجد میں غیر نماز عمل سے احتیاط	۸۶
۶۴	بہترین صدقہ	۸۸
۶۵	تعلیم قرآن کی فضیلت	۸۹
۶۶	قرض کو اچھی طرح ادا کرنے کی فضیلت	۹۱
۶۷	اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین عمل	۹۱
۶۸	اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کلمات	۹۲
۶۹	سچے خواب دیکھنے والے کی نشانی	۹۴
۷۰	نماز سب سے افضل عمل	۹۵
۷۱	قیامت کے دن سب سے پہلا فیصلہ	۹۵
۷۲	ہر نشہ آور چیز حرام ہے	۹۷
۷۳	ہر انسان جواب دہ ہے	۹۷
۷۴	تصویر سازی کی مذمت	۹۸
۷۵	ہر نیکی صدقہ ہے	۹۹

marfat.com

۷۶	نیکی حسن خلق کا نام ہے	۱۰۰
۷۷	گھوڑوں میں برکت	۱۰۱
۷۸	مسجد میں تھوکنا گناہ ہے	۱۰۲
۷۹	شیطانوں کے باجے	۱۰۳
۸۰	حیا سراسر نیکی ہے	۱۰۳
۸۱	دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے	۱۰۴
۸۲	تین سانسوں میں پانی پینے کے فوائد	۱۰۵
۸۳	قیامت کے دن سورج اور چاند کی حالت	۱۰۶
۸۴	کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے	۱۰۷
۸۵	روزہ ڈھال ہے	۱۰۸
۸۶	طاعون کی موت شہادت	۱۰۸
۸۷	قیامت کے دن کا اندھیرا	۱۰۹
۸۸	فتنہ وفساد کے دور میں عبادت کی فضیلت	۱۱۰
۸۹	سیاہ کتا شیطان ہے	۱۱۱
۹۰	اچھی بات صدقہ ہے	۱۱۲
۹۱	مومن غیرت مند ہوتا ہے	۱۱۲
۹۲	مسلمان مسلمان کا بھائی ہے	۱۱۳
۹۳	محبوب لوگوں کا ساتھ ملنا	۱۱۴
۹۴	عبادت شکر خداوندی کی علامت ہے	۱۱۵
۹۵	سوءِ ظن سے بچو	۱۱۶
۹۶	مظلوم کی بددعا سے بچو	۱۱۶
۹۷	کاروبار میں زیادہ قسمیں کھانا	۱۱۷
۹۸	حضور ﷺ حوض کوثر پر	۱۱۸
۹۹	ستر ہزار بغیر حساب جنت میں	۱۱۹
۱۰۰	مال مدفون سانپ بن جائے گا	۱۲۰
۱۰۱	شہید کے قرض کی معافی؟	۱۲۱

marfat.com

۱۰۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ	۱۲۳
۱۰۳	بھاگ کر نماز جماعت میں شامل ہونے کی ممانعت	۱۴۳
۱۰۴	کمزوروں کے صدقے میں رزق و نصرت الٰہی	۱۲۵
۱۰۵	موسم گرما میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا حکم	۱۲۶
۱۰۶	صدقہ دے کر جہنم سے بچو	۱۲۶
۱۰۷	کنجوسی سے بچو	۱۲۷
۱۰۸	تعریف کرنے والے کے منہ میں خاک ڈالنا	۱۲۸
۱۰۹	نیک سفارش باعث اجر	۱۲۹
۱۱۰	اولاد کے درمیان انصاف کرنا	۱۳۰
۱۱۱	تعویز میں کوئی حرج نہیں	۱۳۱
۱۱۲	راستہ میں تکلیف دہ چیز ہٹانا	۱۳۲
۱۱۳	ہر حال میں عمل کرنے کی تاکید	۱۳۳
۱۱۴	صف اول کا قائم کرنا نماز کا حسن ہے	۱۳۴
۱۱۵	اسلام کا کلمہ پڑھنا	۱۳۵
۱۱۶	لڑکا خدمت کے لئے رکھنا	۱۳۶
۱۱۷	چوہیا نکال کر گھی کا استعمال	۱۳۷
۱۱۸	کتنا مال صدقہ کرنا بہتر ہے	۱۳۸
۱۱۹	شادی پر ولیمہ کرنے کی تاکید	۱۳۹
۱۲۰	نذر کو پورا کرنا	۱۴۱
۱۲۱	تبلیغ دین کی اہمیت	۱۴۲
۱۲۲	لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں	۱۴۳
۱۲۳	توبہ واستغفار سنت رسول ﷺ ہے	۱۴۴
۱۲۴	ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	۱۴۶
۱۲۵	کھانا کھانے کے آداب	۱۴۷
۱۲۶	آداب معاشرت کی تلقین	۱۴۸
۱۲۷	معاملات میں میانہ روی	۱۴۹

marfat.com

۱۲۸	ایک جامع دعا	۱۴۹
۱۲۹	قریب المرگ کو کلمہ کی تلقین	۱۵۰
۱۳۰	حضرت ابو بکرؓ کو امامت کا حکم	۱۵۱
۱۳۱	شریعت میں آسانی پیدا کرنا	۱۵۲
۱۳۲	احد پہاڑ کی فضیلت	۱۵۳
۱۳۳	ہر درندہ حرام ہے	۱۵۴
۱۳۴	حضرت علیؓ کی فضیلت	۱۵۴
۱۳۵	نماز فجر کی فضیلت	۱۵۵
۱۳۶	ساقی سب سے آخر میں	۱۵۶
۱۳۷	قیامت کے دن کافر کا جسم	۱۵۷
۱۳۸	ہر جاندار پر رحم کرنا	۱۵۸
۱۳۹	خود پسندی میں دین کی تباہی	۱۵۸
۱۴۰	خشک ایڑیوں کے لئے عذاب	۱۵۹
۱۴۱	صدقہ ہدیہ بھی بن سکتا ہے	۱۶۰
۱۴۲	حسن ظن اور ذکر کی اہمیت	۱۶۱
۱۴۳	روزے کا خصوصی اجر	۱۶۳
۱۴۴	انفاق فی سبیل اللہ کا اجر	۱۶۴
۱۴۵	کھانا کھانے کی دعا	۱۶۵
۱۴۶	باران رحمت کی دعا اور معجزہ	۱۶۵
۱۴۷	ایک اور جامع دعا	۱۶۷
۱۴۸	بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا	۱۶۷
۱۴۹	علم غیر نافع سے بچنے کی دعا	۱۶۸
۱۵۰	مغفرت و رحمت کی مسنون دعا	۱۶۹
۱۵۱	مغفرت کی ایک اور مسنون دعا	۱۷۰
۱۵۲	مغفرت و رحمت کی آخری دعا	۱۷۱
۱۵۳	ضمیمہ (عجائب و غرائب اور مواعظ و مصالح)	۱۷۳

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

روشنی

اسلام دراصل حضور سرورِ دو عالم ﷺ کی محبت کی شمع کو سینے میں فروزاں کرنے اور آپ کی اداؤں کی پیروی کا نام ہے، جس کے لئے قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے رہنمائی ناگزیر ہے۔ حدیث حضور ﷺ کے قول و فعل اور تقریر پر مشتمل ہے، جس کی روشنی کے بغیر منزلِ مقصود کا سراغ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

جو کچھ تمہیں رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے، اس سے باز رہو۔ (سورہ حشر:۷)

اسی ہدایت خداوندی کا نتیجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی کو بھی اسلامی نظام تعلیم کے جز ولاینفک کی حیثیت حاصل رہی ہے اور احادیث کی ضخیم کتابوں کی موجودگی میں مختلف اساطین علم نے درسی و تبلیغی مقاصد کے لیے احادیث کے مختصر مجموعے مرتب کیے ہیں اور ان کی اپنے اپنے انداز سے مجمل اور مفصل شرحیں لکھی ہیں۔

پیش نظر ''گلدستہ احادیث'' جنید زمانہ، غوث یگانہ، قطب الوریٰ، حضرت اعلیٰ مولانا خواجہ غلام مرتضیٰ قدس سرہٗ العزیز کا حسنِ انتخاب ہے، جسے انہوں نے اپنے فرزند اکبر حضرت خواجہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کے لیے ترتیب دیا اور روض الریاحین فی کلام سید المرسلین ﷺ نام رکھا۔ اس کے بعد اسی کی شرح نزھۃ الناظرین و بھجۃ الطالبین کے عنوان سے شائع کی۔ اس میں راوی کے مختصر تعارف کے بعد مشکل الفاظ و تراکیب کے تحلیل و تجزیہ کے ساتھ ساتھ حدیث کے مرکزی مضمون کو بھی واضح فرمایا جس سے ان احادیث کو سمجھنے میں یقیناً بہت مدد ملتی ہے۔

حضرت اعلیٰ کی اس کے علاوہ بھی متعدد علمی تصانیف ہیں جو زیادہ تر عربی و فارسی میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن چونکہ عربی و فارسی کا ذوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جا رہا ہے، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں شگفتہ و بامحاورہ، رواں اور سلیس اردو قالب میں ڈھال کر منظرِ عام پر لایا جائے تاکہ عوام و خواص اس سے مستفید و مستفیض ہو سکیں۔ اس ضرورت کا احساس نازش دودمانِ مرتضویہ حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب برکاتہم العالیہ ناظم ادارہ معین الاسلام و سجادہ نشین بیربل شریف کو ایک عرصہ سے دامن گیر ہے۔ انہیں اپنے آباؤ اجداد اور بالخصوص حضرت اعلیٰ بیربلوی قدس سرہٗ کے علوم و معارف سے عشق کی حد تک لگاؤ ہے اور انہوں نے حضرتِ اعلیٰ کی تمام تصانیف (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کی اردو میں ترجمانی اور اشاعت عامہ کا عزمِ مصمم کر رکھا ہے۔ زیر نظر کاوش بھی ان کے اسی عزم کی آئینہ دار ہے اور انہی کی تحریک و تشویق کا نتیجہ ہے۔ انشاء اللہ العزیز صاحبزادہ صاحب کی مساعی جمیلہ سے حضرتِ اعلیٰ کی دیگر تصانیف کے تراجم بھی جلد ہی نزہت بخشِ ناظرین ہوں گے۔

السعی منا و الاتمام من اللہ

محمد طفیل سالک

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا یُوَا فِیْ نِعَمِکَ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَ کَرَمِکَ وَاَحْمَدُکَ بِجَمِیْعِ مَحَامِدِکَ مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمُ وَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِالْبُشَرِ صَاحِبِ لَوَاءِ الْحَمْدِ وَعَلٰی اٰلِہٖ صَلٰوۃً تُوَازِیْ عِنَائَہٗ وَتُحَازِیْ غِنَائَہٗ وَاَسْلِمُ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

ترجمہ: اے اللہ! تیرے لئے ہی سب تعریف خاص ہے ایسی تعریف جو تیری نعمتوں کا پورا پورا حق ادا کرے اور تیرے مزید کرم ومہربانی کا باعث ہو اور میں تیری ایسی تمام کمال صفات کے ساتھ تیری تعریف بیان کرتا ہوں جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔ اور ہر حال میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں اور میں حضرت محمد ﷺ پر درود پڑھتا ہوں جو کہ تمام انسانوں کے سردار یعنی سید البشر ہیں اور صاحب لواء الحمد یعنی حمد کے جھنڈے کے مالک ہیں اور آپ کی آل پر، ایسا درود جو کہ

marfat.com

حضور ﷺ کی مشقت کے مطابق ہو (جو آپ نے باطل کو بھگانے کے لئے کی) اور آپ کی غنا، بے نیازی کے مقابل ہو اور میں سلام بھیجتا ہوں کامل مکمل اور بہت بہت سلام۔

امابعد: یہ حواشی مفیدہ اور نکاتِ یگانہ ہیں جو کہ میں نے "روضۃ الریاحین من کلام سید المرسلین ﷺ" پر لکھے ہیں جسے اس عبد مسکین نے اپنے فرزند اور آنکھوں کی ٹھنڈک احمد سعید، اللہ تعالیٰ اسے اپنے نام کی طرح سعید اور حمید بنائے! کے لئے تعلیم، احباب کے لئے تذکرہ اور دوستوں کے لئے تحفہ اور یوم حساب کے لئے زادِ عمل کے طور پر تالیف کیا اور اس شرح کا نام نزھۃ الناظرین و بھجۃ الطالبین رکھا ہے۔

انا عبد حزین

غلام مرتضیٰ بن محمد اسلم

بن صدر الدین غفر اللّٰہ لَہٗ وَلِوَالِدَیہِ

وَاَحْسَنَ اِلَیہِمَا وَاِلَیہِ

آمین!

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مؤلفِ کتاب

فرید العصر جنیدِ وقت حضرت اعلیٰ

حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۵۱ ہجری ...... ۱۳۲۱ ہجری)

شاہ پور صدر سے چند میل دور دریائے جہلم کے کنارے اللہ والوں کی ایک بستی ''بیر بل شریف'' گذشتہ دو صدیوں سے علم و عرفاں کے ایک عظیم مرکز کی حیثیت سے مشہور و معروف ہے۔ اس مرکز کے صدر نشین فرید العصر سید العلماء والعرفاء جنیدِ وقت حضرت اعلیٰ حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ آپ متاخرین مشائخِ نقشبند میں عظیم روحانی و علمی مرتبہ کے حامل اور علومِ شریعت و طریقت میں کامل تھے۔

حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰؒ نے بیر بل شریف میں، صاحبِ فضیلت اعوان خاندان کے ایک مردِ صالح حضرت محمد اسلم بن حضرت صدر الدینؒ کے ہاں ۱۲۵۱ ہجری میں آنکھ کھولی، کلام اللہ حفظ کرنے کے بعد ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ تیرہ برس کے ہوئے تو والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ مشیت ایزدی نے آپ کو اس دور کے عظیم علمی و روحانی مرکز للہ شریف ضلع جہلم پہنچا دیا۔ جہاں آپ نے سند العلماء والفضلاء قطب زماں خواجہ غلام نبی احمد للہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل مربی اور استاد کی خدمت میں رہ کر اٹھارہ سال کی عمر میں تمام علوم مروجہ کی تکمیل کر لی۔

marfat.com

بیعت و خلافت:

جن دنوں آپ للہ شریف میں زیر تعلیم تھے، قصور شریف کے افق پر ایک آفتاب معرفت زمانے کو منور کر رہا تھا۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ اور کمالاتِ ولایت میں یہ یکتائے زمانہ بزرگ غوثِ زماں حضرت غلام محی الدین قصوری دائم الحضوریؒ تھے۔ حضرت غلام مرتضیٰؒ اپنے استادِ گرامی کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت دائم الحضوریؒ نے چند دن خصوصی توجہ دے کر مزید تربیت کے لئے آپ کو اپنے محبوب خلیفہ حضرت غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا جنہوں نے آپ کو علومِ ظاہری و باطنی میں یکتا کر دیا اور سلوک کی تمام منازل طے کرا کر خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ترجمانِ حقیقت حضرت خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ اپنے جدِّ امجد حضرت غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل اور روحانی مقام و مرتبے کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''میں نے حضرت قبلہ جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا وہ ایک طرف عالم متبحر تھے اور تصوف کے باریک مسائل کو معمولی اور آسان الفاظ میں ذہن نشین کرا دیتے تو دوسری طرف آپ کی ایک ہی نظر مردہ دلوں کو زندہ کر دیتی تھی۔ ایک طرف وہ سنت کے پورے پیرو اور عاشق تھے تو دوسری طرف خرقِ کرامات کا سرچشمہ۔ عالم و جاہل یکساں آپ سے فیض اٹھاتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس کی طرح ہر کہ و مہ صغیر و کبیر، ادنیٰ و اعلیٰ فیضیاب ہوتے تھے۔ کسی سے خاص خطاب کرنے کی ضرورت نہ تھی بلکہ اپنے فہم و ادراک کے مطابق لوگ معانی و مطالب سے لبریز ہوتے چلے جاتے جو نگاہ ایک جاہل کو مسحور کرنے کے لئے تھی وہی ایک عالم کو شیدا بنانے کے لئے کافی تھی۔''

marfat.com

سیرت کے چند گوشے:

آپ کا دن تعلیم و تدریس اور خلقِ خدا کی خدمت میں گزرتا لیکن رات کا اکثر حصہ ذکر الٰہی اور مطالعہ میں صرف ہوتا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملے میں کسی کے منصب اور مرتبہ کو خاطر میں نہ لاتے۔ آدابِ شریعت کا پورا پورا اہتمام فرماتے۔ طلباء اور صاحبزادگان کی اخلاقی و روحانی تربیت کی طرف خصوصی توجہ رہتی۔ احکام شریعت میں تساہل پر سزا ملتی۔ حضرت خواجہ محمد عمرؒ فرماتے ہیں۔ ''آپ کی ہیبت کا کیا کہنا۔ ایک شیر تھے جن کے سامنے ہونا بڑا مشکل کام تھا۔ آپ شہود کے درجہ پر فائز تھے۔ ہمیشہ محویت اور حیرت کے عالم میں ہوتے۔ عموماً حیرت اور مستی کے عالم میں نظر مبارک آسمان پر رہتی۔ گویا عجائباتِ قدرت کے مشاہدے میں غرق ہوتے۔ تکوینی نسبت کی بناء پر آپ کی کرامات کا سلسلہ وسیع ہے۔

علوم شریعت میں رسوخ کی بنا پر یگانۂ روزگار تھے۔ جس نے بھی آپ سے بحث کی ندامت و رسوائی اس کا مقدر ٹھہری۔ مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نورالدین نے آپ سے بحث میں ہزیمت اٹھائی اور راہِ فرار اختیار کی۔ کئی غیر مقلدین علماء بھی بحث میں آپ کے مسکت دلائل کا جواب نہ لا سکے۔

ترجمانِ حقیقت حضرت خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''میرے اپنے اساتذہ بہت بلند پایہ عالم تھے لیکن حق یہ ہے کہ جو کچھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وفورِ علم پر اعتقاد ہے، ابھی کسی دوسرے پر قائم نہیں ہوا۔ خصوصاً دینی علوم میں اور پھر اس پر عامل ہونے میں تو آپ یکتائے زمانہ تھے نہ ایسا کوئی عالم میں نے دیکھا نہ ایسا کوئی عامل۔ آپ سراسر علم اور سراسر عمل تھے۔ نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ

مسندِ تدریس و تعلیم:

علومِ شریعت و طریقت کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ غلام مرتضیٰؒ بیربل شریف کی جامع مسجد میں مسند تدریس پر رونق افروز ہو کر خدمتِ دین میں مصروف ہو گئے۔

marfat.com

آپ کے علم وفضل کا شہرہ جلد ہی دور دور تک پھیل گیا اور برصغیر کے اطراف و اکناف سے تشنگانِ علم ومعرفت حاضر ہو کر اس چشمۂ شیریں سے سیراب ہونے لگے۔

''آپ کی مسجد کیا تھی ایک بقعۂ نور تھی۔ ہر داخل ہونے والا محسوس کرتا تھا کہ کسی مقدس مقام میں داخل ہو گیا ہوں...... کعبہ کے انوار معلوم ہوتے تھے کہ براہِ راست برس رہے ہیں۔ درس کیا تھا ایک اقامتی یونیورسٹی تھی جس کے طلباء اور تمام اساتذہ دن رات مسجد کے اندر مقیم رہتے تھے۔ وہی درس گاہ تھی، وہی دارالاقامہ (ہوسٹل)۔ گھر سے کھانا پک کر آتا ایک سو سے زائد طلباء پڑھتے تھے۔ ساٹھ کے قریب درسِ نظامی اور باقی قرآن خواں (حفظ و ناظرہ کے طلباء) چنانچہ ہر طرف قرآن کی آواز آتی تھی۔ قریہ بیربل شریف اور مسجد کے درودیوار قرآن پاک کے نور سے معمور نظر آتے تھے۔''

حضرت اعلیٰ حافظ غلام مرتضیٰؒ سے اکتسابِ فیض کرنے والوں میں بے شمار سعادت مند آسمانِ علم وعرفاں پر ستارے بن کر روشن ہوئے جن کے فضل وکمال کا ایک زمانہ معترف ہے۔ چند نامور شخصیات کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) حضرت صاحبزادہ احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار حضرت مجدد الف ثانیؒ سرہند شریف

(۲) حضرت صاحبزادہ میاں محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین درس میاں وڈا، لاہور

(۳) حضرت سید محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین قصور شریف

(۴) حضرت مولانا محبوب عالم سوہاوی رحمۃ اللہ علیہ (مصنفِ کتب کثیرہ)

(۵) حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ علیہ (مصنف خزینۂ معرفت)

(٦) حضرت قاضی پیر عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ نلی شریف

(۷) حضرت مولانا محمد سلیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

(۸) حضرت علامہ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ پٹیالہ متوطن چاچڑ شریف

(۹) حضرت مولانا عبدالرسول بکھروی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ''انوارِ مرتضوی'')

(۱۰) حضرت مولانا کرامت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پٹیالہ

(۱۱) حضرت مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سیہرہ شریف

(۱۲) حضرت قاری اللہ بخش فیض پوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) حضرت علامہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ (مصنف الفرائض القادریہ فی المسائل الصرفیہ (شرح ضوابط الصرف)

طوالت کے پیش نظر یہاں صرف چند نامور ہستیوں کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ ''انوارِ مرتضوی'' کے مطابق حضرت سے اکتسابِ فیض کرنے والی شخصیات کی فہرست کافی طویل ہے۔

استقامت اور عزیمت:

آخری عمر میں فالج کا حملہ ہوا تقریباً اڑھائی سال اس مرض میں مبتلا رہے لیکن استقامت اور عزیمت میں ذرہ فرق نہ آیا۔ تمام نمازیں حتیٰ کہ نمازِ تراویح بھی سہارے کے ساتھ باجماعت ادا کرتے اور تمام نمازوں کے لئے تیمم کی بجائے وضو کا اہتمام فرماتے رہے۔

وصال:

۱۵ رجب ۱۳۲۱ ہجری کو غروبِ آفتاب کے قریب یہ آفتاب ولایت بھی اہلِ جہاں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ آپ کے وصال پر ہم عصر علماء وفضلا نے طویل قصیدے لکھ کر آپ کی علمی وروحانی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ نمونتہً چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

marfat.com

از فاضل جلیل حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسریؒ

امام الوری للخلق هاد الی الهدی — وناد الی رشد الی الحق یهتف
محدث دهر فائق فی زمانه — فحاوی احادیث فحاو ومندف
هو الفخر لاقطاب غوث لغوثهم — بدیل لابدال لعقر ملقلف
رضی رضاء المرتضیٰ و غلامه — ورا صدامر المصطفی متشوف

از حضرت علامہ عبدالرسول بکھروی رحمۃ اللہ علیہ

هو الشیخ المکرم ذو کمالٍ — تقی صالح عذب لکلام
ولیٌّ احمدی قطب وقتٍ — فقیه عالم ذوالاحتشام
غلام المرتضیٰ فیّاض خلقٍ — امام الناس مخدوم الانام
تبحُرُ فیْ عُلُوْمِ الدِّیْنِ طُرًّا — وَ احْیاهَا عُقَیْبُ الْاِنْعِدَام

آپ کا علمی ورثہ (عظیم کتب خانہ):

آپ کا کتب خانہ پنجاب کے عظیم کتب خانوں میں شمار ہوتا تھا۔ علوم دینیہ کی کوئی کتاب ایسی نہ تھی جو آپ کی نظر سے نہ گزری ہو۔ جو رقم لنگر کے اخراجات سے بچ رہتی کتابوں کی خرید پر صرف ہو جاتی۔ درسی کتابوں کے حواشی اور شروح جہاں کہیں دستیاب ہوتیں منگوا لیتے اور نایاب کتابوں کی نقول تیار کرا لیتے۔ چنانچہ تفسیر، حدیث، فقہ اور علومِ تصوف پر ایک گراں قدر ذخیرہ آپ کے کتب خانہ میں موجود تھا۔ افسوس کہ اس کا بہت سا حصہ سیلابوں کی نذر ہو گیا جو محفوظ رہا۔ وہ ورثا میں تقسیم ہو گیا۔

تصانیف:

حضرت اعلیٰ حافظ غلام مرتضیٰؒ نے خود بھی بعض کتابوں پر مفید حواشی لکھے اور کئی مستقل کتابیں تحریر فرمائیں۔ یہ کتابیں آپ کے علمی تبحر اور عرفانیات میں کمال کی شاہد

marfat.com

ہیں۔اب تک آپ کی مندرجہ ذیل مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابیں دستیاب ہو چکی ہیں۔

ا۔ مصباح الدُجیٰ فی احادیث مصطفیٰ	عربی
۲۔ شمس الضحیٰ فی شرح مصباح الدُجیٰ	عربی
۳۔ نزہۃ الناظرین	عربی
۴۔ تذکرۃ المحصنات	عربی
۵۔ تحفۃ العارفین	عربی
۶۔ کتاب المعراج	
۷۔ تفسیر سورہ الھٰکم التکاثر	فارسی
۸۔ ضوابط الصرف	فارسی
۹۔ رسالہ در فضائلِ رمضان	فارسی

۱۰۔ مکتوبات (علم وحکمت اور حقائق ومعارف کا قیمتی ذخیرہ)

۱۱۔ خلاصۃ الذھب در علمِ سلوک (تا حال دستیاب نہیں ہو سکی)

روشنی کا سفر:

حضرت اعلیٰ حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کی تلاش اور انہیں زیورِ طبع سے آراستہ کرانے کے لئے خانوادہ مرتضوی کے فرزندِ جلیل صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب سجادہ نشین بیربل شریف کی کاوشیں لائقِ صد تحسین ہیں۔صاحبزادہ صاحب موصوف خود بھی جدید وقدیم علوم میں فاضل ہیں اور علم کی روشنی کے سفیر بھی۔ انہوں نے جہاں اپنے جدِ امجد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ تعلیم وتدریس کا احیاء کرتے ہوئے ادارہ معین الاسلام کے نام سے بیربل شریف میں دورِ حاضر کی ایک مثالی درسگاہ قائم کی ہے، وہاں اپنے جدِ امجد کی کتابوں کے ذریعے ان کے علمی وروحانی ورثے کی اشاعت میں بھی کوشاں ہیں۔

marfat.com

نزهۃ الناظرین و بهجۃ الطالبین پر ایک نظر:

زیرِ نظر کتاب ''نزهۃ الناظرین'' جناب صاحبزادہ صاحب کے مذکورہ اشاعتی منصوبے کی پہلی کڑی ہے جس کے ترجمہ اور تدوینِ جدید کی سعادت ملک کے نامور صاحبِ علم و فضل جناب پروفیسر محمد طفیل سالک (شعبہ فلسفہ گورنمنٹ کالج لاہور) کے حصہ میں آئی۔ برادرم سالک صاحب شیخِ وقت محبوب الٰہی حضرت خواجہ محمد عمرؒ سے روحانی نسبت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ کے جد امجدؒ کی اس عربی کتاب کو بڑی محبت اور عقیدت سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

کتاب کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے حضرت اعلیٰؒ نے اپنے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کی خاطر تالیف فرمایا۔ چنانچہ اس کا ذکر کتاب کے مقدمہ میں موجود ہے۔

کتاب کے آخر میں تاریخ ترتیب و تکتیب میں حضرت مولانا قمر الدین نے میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں

چوں بفضلِ ایزد ایں نسخہ جدید
از برائے خواندنِ احمد سعید

''انوارِ مرتضوی'' کے مطابق حضرت صاحبزادہ احمد سعیدؒ کی تاریخ ولادت ۱۲۷۶ ہجری ہے جبکہ کتاب نزهۃ الناظرین کا سنِ تالیف کتاب کے آخر میں دیئے گئے تاریخی قطعہ کے مطابق ۱۲۸۵ ہجری ہے۔ یوں صاحبزادہ صاحب کی عمر اس وقت نو یا دس سال بنتی ہے۔ ان کی عمر اور کتاب کے معیار کو سامنے رکھیں تو دو حقیقتیں مترشح ہوتی ہیں:

۱۔ حضرت اعلیٰؒ کی درسگاہ کا تدریسی و تعلیمی معیار
۲۔ حضرت صاحبزادہ احمد سعیدؒ اور ان کے ہم عمر طلباء کی علمی استعداد

کتاب میں درج بعض صرفی، نحوی اور فقہی اصطلاحات و اشارات پڑھ کر یہ

marfat.com

حیران کن حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ ؒ کی درس گاہ میں نو دس سال کے طلباء کی علمی استعداد اس حد تک پہنچ جاتی تھی کہ وہ ان اشارات کو ان کے مقدمات سے آگاہ ہونے کی بنا پر بخوبی سمجھ سکتے تھے۔

نزهة الناظرين و بهجة الطالبين مختلف موضوعات پر ایک سو پچاس احادیث کا خوبصورت انتخاب ہے جس کا ترجمہ گلدستہ احادیث کے نام سے شائع کیا جارہا ہے۔ راوی کے مختصر تعارف اور شرح حدیث کے ساتھ ساتھ لغوی تشریح، اعراب کی وضاحت اور آخر میں دی گئی ضرب الامثال نے اس کتاب کی افادیت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ فاضل مترجم نے اصطلاحات اور اہل علم کے ہاں بعض مروّج اور مستعمل عربی الفاظ کو ترجمہ میں برقرار رکھتے ہوئے قوسین میں ان کا مفہوم درج کر دیا ہے۔ اس سے عربی علوم کے طلباء کے علاوہ عام شائقین بھی معانی کے ساتھ ساتھ اصل عربی اصطلاحات سے آگاہ ہوسکیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ تقریباً ایک سو چالیس سال قبل لکھی جانے والی یہ کتاب آج بھی علوم شرعیہ وعربیہ کے طلباء، اساتذہ اور دیگر شائقین کے لئے یکساں طور پر مفید اور معلومات افزا ہے۔

خادم الفقراء

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

گورنمنٹ کالج راوی روڈ، شاہدرہ

لاہور

۹۔ ذالحج ۱۴۲۳ ہجری

marfat.com

مقدمہ

جان لو کہ علم حدیث کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے، اس حیثیت سے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس علم کی تعریف یہ ہے کہ حدیث ایک ایسا علم ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اس کی غرض وغایت سعادت دارین کا حصول ہے۔

اور یہ بھی جان لو کہ اس (کتاب) کا متن مشارق الانوار اور شرح مبارق الازھار وغیرہ سے ماخوذ ہے اور میری حیثیت تو گویا فریقین کے درمیان محض ایک سفیر اور دونوں گروہوں کے درمیان موتلف (یعنی ان کو یکجا کرنے والے) کی سی ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کوشش فائدہ سے خالی نہیں ہوگی۔

اس کے بعد یہ بھی جان لو کہ متن کے اندر علامت خا (خ) امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حدیث اور علامتِ میم (م) امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشا پوری علیہ الرحمۃ کی کتاب حدیث (الجامع الصحیح) کی طرف اشارہ ہے اور علامت قاف (ق) اس حدیث کی طرف جو متفق علیہ ہے یعنی جس پر ان دونوں نے اتفاق کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔[1] اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور علم حدیث کو پڑھو اور اس پر عمل کرو کہ اس سے تم ان شاء اللہ العزیز نجات پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

مؤلف اَسْكَنَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ بَحْبُوحَةِ جَنَّانِهٖ وَغَمَدَهٗ بِجَلَابِيْبِ غُفْرَانِهٖ (اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جنت کی وسعتوں میں بلند مقام عطا فرمائے اور اپنی مغفرت کی چادر سے اسے ڈھانپ لے!) نے کہا

---

[1] مترجم نے مذکورہ علامات کی بجائے کتبِ احادیث کا حوالہ درج کردیا ہے۔ معینی

marfat.com

(۱) اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کلام

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَحَبَّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ . رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلام سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ ہے۔

راوی: حضرت ابوذر کا اصل نام جندب تھا۔ اکابر صحابہ میں سے تھے اور اسلام قبول کرنے والے پانچویں صحابی تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے دو سو اکیاسی (۲۸۱) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے تینتیس (۳۳) احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے دو (۲) اور مسلم نے انیس (۱۹) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

اس حدیث مبارک میں اَحَبُّ (سب سے محبوب اور پسندیدہ) کلام اس لئے فرمایا کہ اس میں تنزیہہ جو صفات سلبیہ پر دلالت کرتی ہے اور تحمید جو صفاتِ ثبوتیہ پر دلالت کرتی ہے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدح و تعریف پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سے بڑی مدح اور کیا ہو سکتی ہے۔

marfat.com

(۲) نماز کے تارک کی سزا

وَعَنْ بُرَيْدَةَ ابْنِ الْحُصَيْبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.

متفق علیہ

ترجمہ: حضرت بریدہ ابن الحصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عصر کی نماز ترک کردی تو اس کا (دن بھر کا) عمل ضائع ہو گیا۔

راوی: حضرت بریدہ ابن الحصیب رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کے باشندوں میں سے تھے۔ پھر بصرہ منتقل ہو گئے اور وہاں سے خراسان میں بغرضِ جہاد تشریف لے گئے اور یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں ۶۲ ہجری میں مرو کے مقام پر وفات پائی۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک سو سڑسٹھ (۱۶۷) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے چودہ (۱۴) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے بخاری نے دو اور مسلم نے گیارہ (۱۱) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حَبِطَ عَمَلُهٗ (اس کا عمل ضائع ہو گیا) سے مراد یہ ہے کہ اس دن کے عمل کا ثواب کم ہو گیا۔ اس لئے کہ نماز عصر دن کے فرائض (یعنی فرض نمازوں) کا خاتمہ

marfat.com

ہوتی ہے۔ چنانچہ جب وہ رہ جائے تو اس دن کا عمل ابتر یعنی ناقص اور بے ثمر رہ جاتا ہے اور اس کا پورا ثواب نہیں ملتا۔ اور حبوط جو بطلان کے معنی میں ہے سے اس کو تعبیر کرنا دراصل تہدید کے لئے ہے۔

(۳) فجر و عصر پڑھنے والوں کی جزا

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ (الاشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دونوں ٹھنڈی نمازیں پڑھیں جنت میں داخل ہو جائے گا۔

راوی: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن سے مکہ ہجرت کی۔ وہاں سے حبشہ ہجرت کی۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ اس طرح انہیں تین ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سو ساٹھ (۳۶۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی اٹھارہ (۱۸) احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے چار (۴) اور مسلم نے پندرہ (۱۵) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ قرآن پاک کے بہت اچھے خوش الحان قاری تھے اور اسے بڑی اچھی آواز یعنی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے اور شیخ ابوالحسن، الاشعری جو کہ اہلسنت کے امام ہیں آپ

marfat.com

کی اولاد میں سے ہوئے ہیں۔آپ نے مکہ میں وفات پائی اور بقولِ دیگر کوفہ میں فوت ہوئے۔سن وفات ۴۵ یا ۴۶ ہجری بنتا ہے۔

تشریح

بـرد ین (دوٹھنڈی نمازیں) فجر اور عصر کی ہیں۔مطلب یہ ہے کہ جس نے ان دونوں نمازوں یعنی نماز فجر وعصر کو پڑھا اور وقت مختار میں ان کی ادائیگی کو اپنے اوپر لازم کرلیا۔وہ جنت میں داخلے کا مستحق ہوگیا۔اوران دونوں نمازوں کی خاص طور پر ترغیب اور تاکید اس لئے دلائی گئی ہے کہ یہ مشغولیت اور کام کے بوجھ کا وقت ہوتا ہے اور جس نے ان دونوں کی حفاظت کی وہ اکثر دوسری نمازوں کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی اطاعت پر اعانت اور اس کی عبادت سے سستی وکسالت سے حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔

(۴) دھوکہ دینے والے سے لاتعلقی کا اعلان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا. متفق علیه

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

marfat.com

راوی: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ اپنے والد ماجد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ میں بچپن میں اسلام لائے اور وہ اہل علم ورع میں سے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک ہزار غلام آزاد کئے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی دو سو اٹھاسی (۲۸۸) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے مسلم نے اکتیس (۳۱) اور بخاری نے (۸۰) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ غَشَّنَا سے مراد یہ ہے کہ مَنْ لَمْ یُرِدْ خَیْرَ الَنَا. (یعنی جس نے ہمارے لئے بھلائی نہ چاہی) فَلَیْسَ مِنَّا (وہ ہم میں سے نہیں) یعنی اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں)۔ یہ ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپ غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اس میں اپنا دستِ اقدس ڈالا تو آپ کی انگلیاں تر ہو گئیں۔ فرمایا: اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آسمان یعنی بارش کا پانی پڑ گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اسے (یعنی بارش زدہ غلہ) اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ سکیں۔

(۵) مال کی حفاظت میں قتل ہونے والا شہید ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَشَهِیْدٌ. رواہ مسلم

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کے پاس (یعنی اس کی حفاظت کرتا ہوا) قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔

راوی: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام دورِ جاہلیت میں عبد شمس تھا اور اسلام لانے کے بعد عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ ابو ہریرہ کنیت کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضور ﷺ نے ان کی چادر میں کوئی چیز دیکھی جسے وہ اٹھائے ہوئے تھے تو دریافت فرمایا: اے عبدالرحمٰن یہ کیا ہے۔ عرض کیا ہِرّۃ (یعنی بلی) ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو آپ ابو ہریرہ ہو۔ اس کے بعد اسی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئے اور وہ یہ پسند کرتے تھے کہ لوگ انہیں اسی کنیت سے پکارا کریں تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی برکت حاصل ہو۔ انہوں نے حضور ﷺ سے پانچ ہزار تین سو چھہتر (۵۳۷۶) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی سات سو انیس (۷۱۹) احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے ترانوے (۹۳) اور مسلم نے ایک سو نوے (۱۹۰) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حدیث کے الفاظ **قتل دون ماله** میں **دون** سے مراد اس (مال) کی قریبی جگہ ہے۔ دون کا نون اصل میں دنُوَ تھا جس کے معنی قریب کے ہیں۔ دون میں واؤ کو نون کی جگہ مقدم کر دیا گیا۔ **فھو شھید** (تو وہ شہید ہے) اس میں ناحق مال لینے کا قصد کرنے والے سے مقاتلہ یعنی لڑنے کا جواز پایا جاتا ہے۔ مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔ بعض اصحاب مالک کہتے ہیں کہ قلیل مال مقاتلہ کے ذریعے واپس طلب نہ کرے۔ یعنی اگر مال قلیل ہو تو مقاتلہ جائز نہیں جبکہ یہ حدیث اپنے اطلاق یعنی (مطلق ہونے) کی بناء پر ان کے خلاف حجت ہے اور اس طرح اپنی جان اور اپنے اہل خانہ کا دفاع کرنے والا بھی شہید ہو گا۔

marfat.com

(۶) دوسروں پر رحم نہ کرنے والے کی اللہ کی رحمت سے محرومی

وَعَنهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

متفق علیہ

ترجمہ: انہی یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا اس پر (بھی) رحم نہیں کیا جاتا۔

تشریح

لَا یَرْحَمُ مبنی علی الفاعل ہے اور لَا یُرْحَمُ مبنی علی المفعول ہے۔ اگر من موصولہ ہو تو دونوں فعل مرفوع ہوں گے اور اگر شرطیہ ہو تو مجزوم۔ یہ جائز (ممکن) ہے کہ پہلی رحمت سے مراد اولاد پر شفقت ہو جیسا کہ آئندہ حکایت کے قرینہ سے ظاہر ہے اور یہ بھی کہ اس سے زیادہ عام مفہوم مراد ہو۔ اور متعدی یہاں لازم کے قائم مقام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی اہل رحمت (رحم کرنے والوں) میں سے نہ ہو (اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا)۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اس امر (رحمت) سے کنایہ ہو جس کا تعلق مخصوص مفعول سے ہے جو کہ حضرت جریرؓ کی روایت کے قرینہ سے ظاہر ہے اور وہ یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ (جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا) تو اس رحم نہ کرنے والے شخص سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نفی کی تاویل یہ ہوگی کہ وہ فائز المرام یعنی (آخرت میں) حقیقی طور پر کامیاب لوگوں میں سے نہیں ہوگا۔

marfat.com

مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اور اقرع بن حابس نے اسے دیکھا تو کہا کہ میرے بارہ بیٹے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی کو کبھی نہیں چوما۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ لَا یَرْحَمُهُ اللّٰه جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا۔ (الحدیث)

(۷): حساب کا تقاضا عذاب کی صورت میں

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے حساب میں مناقشہ (جھگڑا) کیا گیا اسے عذاب دیا گیا۔

راویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں سے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے محبوب بیوی ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے علاوہ کسی باکرہ عورت سے شادی نہیں کی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے دو ہزار دس (۲۰۱۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے دو سو ستانوے (۲۹۷) احادیث مروی ہیں جن میں بخاری نے چون (۵۴) اور مسلم نے ننانوے (۹۹) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

marfat.com

تشریح

حدیث میں نوقش الحساب نصب کے ساتھ ہے۔ یعنی جس سے حساب میں سختی کی گئی اس طرح کہ نہ کم نہ زیادہ (عمل) چھوڑا گیا بلکہ اگر ہر عمل کے بارے میں سوال کیا گیا تو (گویا) اسے عذاب دیا گیا۔ قاضی نے کہا کہ اس کے دو مفہوم و معنیٰ ہیں ایک یہ کہ مناقشہ بذات خود تعذیب کی صورت ہے، کیونکہ اس میں توبیخ (ڈانٹ) پائی جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ مناقشہ عذاب کی طرف مفضی یعنی لے جانے والا ہوگا اور یہی معنیٰ صحیح ہے۔ جہاں تک حساب میں سلامت رہنے والے کا تعلق ہے تو وہ ایسا شخص ہوگا جس کے سامنے اس کا عمل پیش کیا جائے گا اور اس سے اُس کے حساب کا تقاضا نہیں کیا جائے گا اور یہی مراد ہے اس ارشاد باری تعالیٰ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا (کہ عنقریب اس سے اس کا آسان حساب لیا جائے گا)۔

(۸) نظر کا لگ جانا

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ.

متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک نظر (کا لگ جانا) برحق ہے۔

راوی: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس امت کے حِبر یعنی فقیہ اور عالم دین کے ہیں۔ اس لئے آپ کا لقب حِبر الامت ہے) نبی ﷺ نے ان کے

marfat.com

لئے فقہ اور حکمت کی دعا فرمائی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک ہزار چھ ساٹھ (۱۶۶۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں دوسو چونتیس (۲۳۴) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے بخاری نے ایک سو دس (۱۱۰) اور مسلم نے انچاس (۴۹) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ الْعَیْنَ حَقٌّ اَیْ اَنْ اَصَابَتُھَا حق یعنی نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ کہا گیا ہے کہ نظر لگ جانے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دیکھنے والا جب کسی چیز کو دیکھتا ہے اور وہ اسے اچھی لگتی ہے اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی صنائع و کاریگری کی طرف نہیں لوٹاتا تو اس کے نتیجے میں جس پر نظر پڑی ہوتی ہے اس میں علت (بیماری) پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اس کی غفلت کے باعث نظر کی خیانت کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس میں بندگانِ خدا کی آزمائش پائی جاتی ہے۔ یہ کہ محض یہ کہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور دوسری چیز اس کے غیر کی طرف سے تو اس کا سبب بننے کی وجہ سے اس کا مواخذہ ہوتا ہے۔ اور بعض علماء نے اس کی توجیہ کی ہے کہ دیکھنے والے کی آنکھ سے ایک زہریلی قوت پھوٹتی ہے جو اس شخص جس پر نظر پڑتی ہے تک پہنچ جاتی ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا فساد (اور بگاڑ) کا شکار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض سانپوں کے بارے میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ واللہ اعلم!

(۹) اللہ تعالیٰ فحاشی کو پسند نہیں کرتا

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ

marfat.com

لَا یُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فحش اور فحاشی کو پسند نہیں کرتا۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ یہودی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا السام علیک یا ابالقاسم (اے ابوالقاسم آپ پر سام ہو)۔ سام موت کو کہتے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا وعلیکم (اور تم پر)۔ تو میں ان کی بات کا مفہوم سمجھ گئی اور انہیں بُرا بھلا کہا تو حضور ﷺ نے فرمایا ان اللّٰہ لا یحب الفحش و التفحش. بیشک اللہ تعالیٰ فحش اور تفحش کو پسند نہیں کرتا۔ فحش ہر بری خصلت کو کہتے ہیں۔ تفحش فحش میں تکلف اور مبالغہ کو کہتے ہیں۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے

وَعَنْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّهٖ. متفق علیہ

marfat.com

ترجمہ: انہی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔

تشریح

یہ اس وقت فرمایا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہودیوں کے وفد کو برا بھلا کہا جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر السام علیک کہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو علیک کہہ کر جواب دیا۔

(۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نہیں سوتا

وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ. رواه البخاری

ترجمہ: انہی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو گئے تھے اور

marfat.com

اونچی آواز سے سانس لینے لگے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا! بے شک میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے دل کی بیداری حدث یعنی طہارت کے ٹوٹ جانے سے عصمت (یعنی بچاؤ) کا باعث ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ آپؐ کا دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے اس لئے نیند حدث کا باعث نہیں ہوتی)۔

(۱۲) حضور ﷺ کو رحمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّی لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً . متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُدْعُ اللّٰهَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ (مشرکوں کے خلاف دعا فرمایئے) یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اِنِّی لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا (مجھے لعنت کرنے والا بنا

marfat.com

کر مبعوث نہیں کیا گیا)۔ یعنی اگر میں ان کے خلاف دعا کروں تو وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جائیں گے اور میں خیر (نیکی و بھلائی) سے قطع کرنے والا بن جاؤں گا، مگر میں اس مقصد کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا۔ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (بلکہ مجھے تو رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے) عالمین یعنی سارے جہانوں کے لئے۔ جہاں تک مومنوں کے لئے رحمت ہونے کا تعلق ہے تو یہ واضح ہے اور جہاں کافروں کے لئے رحمت ہونے کا معاملہ ہے تو وہ اس طرح کہ دنیا میں ان سے آپ کے سبب سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ الخ (اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب کرے جبکہ آپ ان میں موجود ہیں۔)

(۱۳) آبِ زمزم کی فضیلت

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا مُبٰرَكَةٌ اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ يَعْنِیْ زَمْزَمَ اَوْ بِئْرِ زَمْزَمَ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ برکت والا ہے اور یہ عمدہ اور سیر کر دینے والا کھانا ہے۔ یعنی زمزم یا چاہ زمزم (آب مبارک)۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے نبی ﷺ کی بعثت اور اعلانِ نبوت کی خبر سنی تو میں مکہ آیا اور آپ کے

marfat.com

مکان شریف کے بارے میں پوچھا جو اہلِ وادیٔ (مکہ) پر گراں گزرا اور وہ مجھے مارنے لگے۔ یہاں تک کہ میں غش کھا کر گر گیا۔ (جب ہوش آئی) تو میں ان سے بھاگ کر کعبہ کے پردوں کے پیچھے چھپ گیا۔ وہاں میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو خانۂ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا تو میں نے اسلام کی تعلیم کے مطابق سلام کیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ تم کب سے یہاں آئے ہو۔ میں نے عرض کیا تیس دن سے۔ فرمایا تو اس دوران تمہیں کون کھانا کھلاتا رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس عرصہ میں مجھے سوائے آبِ زمزم کے کوئی چیز کھانے پینے کو نہیں ملی۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّها مُبٰرَکَةٌ اِنَّها طَعَامُ طُعْمٍ کہ یہ سیر کر دینے والا اور عمدہ ونفیس کھانا ہے۔ یعنی زَمْزَمَ اَوْ بِئْرِ زَمْزَمْ یعنی زمزم یا چاہ زمزم۔ یہ انہا میں ضمیر ہا کی تفسیر ہے اور اس سے زمزم کا پانی مراد ہے۔

(۱۴) فطری حالت میں اللہ سے ملاقات

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ مُشَاةً حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا . رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک تم اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حال میں ملو گے کہ پیدل، خالی پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے ہو گے۔

marfat.com

تشریح

مُشاة : جمع ہے ماشی کی یعنی پیدل چلنے والے اور حفاۃ جمع حافی کی اور وہ جوتا پہننے والے کی ضد ہے (یعنی خالی پاؤں والے ہوں گے اور جوتے پہنے ہوئے نہیں ہوں گے)۔ عُـراۃ جمع ہے عاری کی جوکہ لابس (لباس والے) کی ضد ہے۔ اور غرلا غین معجمہ اور رای مہملہ کے ساتھ جمع ہے۔ اغـرل کی۔ اور اغـرل اس کو کہتے ہیں جس کا ابھی ختنہ نہیں ہوا۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف اس حالت میں لوٹو گے جیسا کہ تم پیدائش کے وقت تھے اور تمہارے پاس دنیا کے مال واسباب میں سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ لہٰذا تم اس کولازم پکڑے نہ رہو اور اس میں الجھ کے نہ رہ جاؤ۔

(۱۵) اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے

وَعَنْ سهل اِبنِ سعد رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ . متفق علیه

ترجمہ: حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اعمال کا اعتبار خاتموں پر ہے۔

راوی: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا پہلا نام دورِ جاہلیت میں حزن تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر سہل رکھ دیا جبکہ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں ۹۱ ہجری اور دوسرے قول کے مطابق ۸۸ ہجری میں

marfat.com

وفات پائی۔ وہ مدینہ میں سب سے آخری فوت ہونے والے صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی علیہ ﷺ سے ایک سو اٹھاسی (۱۸۸) احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں متفق علیہ احادیث اٹھائیس (۲۸) ہیں اور باقی سب بخاری میں ہیں۔

تشریح

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے شک اعمال کا اعتبار اس پر ہوتا ہے جس پر عامل یعنی عمل کرنے والے کا خاتمہ ہوتا ہے۔ کئی عناد پرور کافر ایسے ہوتے ہیں کہ آخری عمر میں مسلمان ہو جاتے ہیں اور ان کا خاتمہ سعادت پر ہوتا ہے اور کئی مسلمان عبادت گزار ایسے ہوتے ہیں جن کا ایمان سلب کر لیا جاتا ہے اور شقاوت پر ان کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اے فضل و کرم کے مالک! ہم آپ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اعمال کا حسنِ خاتمہ عطا فرما۔

(۱۶) مردہ جانور کا کھانا حرام ہے

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاس رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا حُرِّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ اَكْلُهَا. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک مردار (مردہ جانور) سے صرف کھانا حرام کیا گیا ہے۔

marfat.com

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حضرت میمونہ کی کنیز کی مردہ بکری کے پاس سے گزرے اور دریافت فرمایا کیا تم نے اس کی کھال حاصل کر لی ہے اور اسے رنگ لیا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو مردار ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا حُرِمَ مِنَ الْمَيْتَةِ اَكْلُهَا (کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے)۔ اس حدیث میں اس امر پر دلالت پائی جاتی ہے کہ مردار کے وہ اجزاء جو غیر ماکول ہوتے ہیں یعنی کھائے نہیں جاتے مثلاً بال اور دانت حرام نہیں ہیں ان سے نفع حاصل کرنا جائز ہے اور بے شک اس کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے، جس کی وجہ اس کی نجاست ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بیع جائز نہیں اور اس حصر سے غرض یہ واضح کرنا ہے کہ چونکہ اس کی کھال غیر محرّم ہے (یعنی حرام نہیں) اس لئے اس کا حاصل کرنا جائز ہے۔

(۱۷) ریشم پہننے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

وَعَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبِسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَاخَلَاقَ لَهٗ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک (دنیا میں) ریشم وہی پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔

marfat.com

راوی: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ نبوت کے پانچویں سال چالیس مَردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے اور اہل اسلام ان کے اسلام سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پانچ سو سینتیس (۵۳۷) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی اکیاسی (۸۱) احادیث مروی ہیں، جن میں سے بخاری نے چونتیس (۳۴) اور مسلم نے اکیس (۲۱) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ (دنیا میں) ریشم وہی پہنتا ہے جس کو آخرت پر اعتقاد نہیں۔ یہ کافر کے حق میں تو ظاہر ہے اور مؤمن کے حق میں اس وجہ سے کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق نہیں چلتا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جس کو آخرت میں ریشم کا لباس نصیب نہیں ہوگا تو اس کو ریشم کا لباس نصیب نہ ہونا اس طرف کنایہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ. ان کا یعنی جنتیوں کا لباس جنت ریشم کا ہوگا۔ یہ کافر کے حق میں تو ظاہر ہے اور مؤمن کے حق میں تغلیظ (شدتِ کراہت) پر محمول ہے۔

(۱۸) جانور کو نشانہ نہ بناؤ

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی ایسی چیز کو نشانہ نہ بناؤ! جس میں روح پائی جاتی ہے۔

marfat.com

تشریح

غرض سے مراد وہ ہدف یا نشانہ ہے جہاں تیر وغیرہ پھینکے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جب آپ نے بعض لوگوں کو مرغی کو باندھ کر نشانہ بناتے دیکھا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں فرمایا۔ لعن اللّٰہ من فعل هذا (اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو جو ایسا کرے) اور یہ اس لئے بھی ہے کہ اس سے حیوان کو تعذیب (تکلیف) ہوتی ہے اور اس میں بغیر فائدہ کے مالیت (قیمتی چیز) کا ضیاع پایا جاتا ہے۔

(۱۹) بتوں اور باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ وَلَا لِاٰبَائِکُمْ ۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طواغی (طاغوتوں) کی قسم نہ کھاؤ اور نہ ہی اپنے آباؤ اجداد کی۔

راوی

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے سجستان اور کابل کو فتح کیا اور پھر بصرہ میں جا کر قیام کیا اور وہیں وفات

marfat.com

پائی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چودہ (۱۴) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی تین احادیث مروی ہیں جن میں بخاری نے ایک اور مسلم نے اس حدیث کو الگ الگ تخریج کیا ہے۔ (باقی بارہ احادیث متفق علیہ ہیں)۔

تشریح

اس حدیث میں ارشاد فرمایا **لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ** یعنی طواغی کی قسم نہ کھاؤ۔ طواغی جمع ہے طاغیہ کی اور طواغی سے مراد بت وغیرہ اشیاء ہیں جن کی مشرکین (دورِ جاہلیت میں) پوجا کیا کرتے تھے۔ اس میں اللہ کی عبادت سے سرکشی پائی جاتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس طواغی سے مراد وہ (انسان) ہیں جنہوں نے طغیان و سرکشی اختیار کی اور برائی میں حد سے تجاوز کیا اور وہ کفار کے سردار (عظماء الکفر) ہیں۔ **وَلَا بِاٰبَائِکُمْ** نہ ہی اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھاؤ۔ منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر باپ کی قسم کھائی ہے جب آپ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: **قَدْ اَفْلَحَ وَ اَبِیْهِ اِنْ صَدَقَ** (اس کے باپ کی قسم وہ کامیاب ہوگیا، اگر اس نے سچ کہا)۔ میں کہتا ہوں کہ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر عربوں کی عادت مردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کے مطابق جاری ہوئے نہ کہ قسم کے ارادہ سے۔

(۲۰) مُردوں کو بُرا بھلا مت کہو

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا.

رواہ البخاری

marfat.com

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُردوں کو گالی مت دو کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا تھا اس کو پہنچ چکے۔

تشریح

یعنی خیر وشر کا جو عمل انہوں نے کیا تھا اس کے نتیجے یعنی جزا و سزا کو پہنچ گئے۔ تو ان کو بُرا بھلا کہنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ ایک قول یہ بھی آیا ہے کہ یہ نہی مسلمانوں کے مُردوں کے بارے میں ہے جب ان کو بُرا بھلا کہنے میں کوئی مصلحت متعلق نہ ہو۔ اور اگر ایسی کوئی مصلحت متعلق ہو تو ان کو بُرا بھلا کہنا جائز ہے۔ جیسا کہ فاسقوں اور بدعتی لوگوں کی مذمت کرنا اور ان کو برا بھلا کہنا تا کہ دوسرے ان کے طریقے یا ان کی روش پر چلنے سے باز رہیں اور جیسا کہ حدیث کے راویوں کی جرح کی جاتی ہے۔ کیونکہ شریعت کے احکامات ان کے حالات کی تفصیل پر مبنی ہیں اور اسی طرح کافروں کے مُردوں کی عموماً مذمت کرنا جائز ہے لیکن ان میں کسی خاص معین فرد کو بُرا بھلا کہنا اور سب وشتم کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی ہو الا یہ کہ شارع نے کسی کے جہنمی ہونے کی خبر دی ہو۔ مثلاً ابولہب اور ابوجہل اور ان جیسے دیگر کفار۔

(۲۱) قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا عَلٰی شَرَارِ النَّاسِ رواہ مسلم

marfat.com

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی مگر بدترین لوگوں پر (یعنی ان کے زمانے میں)۔

راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے خادم تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بصرہ منتقل ہو گئے تا کہ وہاں لوگوں کو فقہ کی تعلیم دیں اور وہ آخری صحابی تھے جو بصرہ میں ۹۱ ہجری میں فوت ہوئے جبکہ اس وقت ان کی عمر ایک سو تین (۱۰۳) سال تھی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے تین سو اٹھارہ (۳۱۸) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے بخاری نے اسی (۸۰) اور مسلم نے نوے (۹۰) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح: اس حدیث کا مفہوم ظاہر ہے۔

(۲۲) کسی کے سودے پر سودا نہ کرو

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَبِیْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ. — متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی بیع (سودا) پر بیع نہ کرے۔

marfat.com

تشریح

اس کی صورت یہ ہے کہ وہ پہلے خریدار سے یعنی اس شخص سے جس نے کوئی چیز خریدی ہے یہ کہے کہ اس بیع کو فسخ کرے اور میں تجھ کو ایسی ہی چیز اس سے کم قیمت پر یا اس سے بہتر چیز اسی قیمت پر بیع کرتا ہوں۔ بعض شارحین کا یہ کہنا ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے سے کوئی چیز مقررہ قیمت پر خرید لے اور فروخت کنندہ اور خریدار (دونوں) اس پر راضی ہو جائیں تو اس کے بعد ایک اور یعنی تیسرا شخص اس قسم کی (سودے کی) چیز (سلعہ مثلہ) اس سے کم قیمت پر یا اس سے عمدہ چیز اسی قیمت پر بیچنے کی پیشکش کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بولی پر بولی (سوم علی السوم) کی صورت ہے نہ کہ بیع کی بیع پر۔ اس سلسلے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نہی اس سے مخصوص ہے جب مذکورہ صورت میں غبن فاحش (کھلا دھوکہ) نہ پایا جائے۔ جب ایسا ہو یعنی غبن فاحش پایا جائے تو یہ اس کا حق ہے کہ وہ اس سودے کو فسخ کرنے کے لئے کہے یا ختم کرنے کی دعوت دے اور اس سے کم قیمت پر اس کو وہی چیز بیچے تاکہ اس سے ضرر (نقصان) کا دفعیہ ہو۔ یعنی وہ نقصان سے بچ جائے۔

(۲۳) تکلیف میں موت کی تمنا نہ کرو

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِہٖ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی تکلیف پہنچنے پر موت کی تمنا نہ کرے۔

marfat.com

تشریح

موت کی تمنا اور آرزو کرنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ یہ اس شخص (یعنی موت کی تمنا کرنے والے) کی عدم رضا (یعنی قضائے الٰہی پر راضی نہ رہنے) پر دلالت کرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سختیاں (مشاق) اور تکالیف نازل ہوئی ہیں اس پر اس کے عدم رضا (یعنی راضی نہ رہنے) پر دلالت کرتی ہے۔ اگر وہ زمانہ کے فساد اور بگاڑ کے باعث اپنے دین کے بارے میں خوف کی وجہ سے موت کی تمنا کرے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں دعا کے یہ الفاظ مروی ہیں وَاِذَا اَرَدْتَ فِتْنَۃً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ. اور جب تو کسی قوم کو فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کرے تو مجھے اس فتنہ میں مبتلا ہوئے بغیر اٹھالے۔

(۲۴) مسلمان بھائی سے قطع تعلق

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثٍ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین (راتوں) سے زیادہ چھوڑ دے (یعنی قطع تعلق کئے رکھے)۔

marfat.com

راوی: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے والے تیسرے شخص ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں (یعنی جہاد کے دوران تیر پھینکا اور وہ قبولیتِ دعا میں مشہور تھے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ یعنی اے اللہ اس (یعنی سعد بن ابی وقاص) کے تیر کو درست رکھ (کہ وہ نشانہ پر لگے) اور اس کی دعا کو قبول فرما۔ اور وہ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے دو اکہتر (۲۷۱) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے اڑتیس احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے بخاری نے پندرہ (۱۵) اور مسلم نے آٹھ (۸) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حضور ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین رات سے زیادہ کلام (تعلق) چھوڑ دے۔ ثلاث (تین) سے مراد ثلاث لیال تین راتیں ہیں اور تین (راتوں) کے اندر اندر ہجر اور قطع تعلق کی اباحت (یعنی اس کا مباح ہونا) اسی حدیث ہی سے مفہوم ہوتا ہے۔ ان علماء کے نزدیک جو کہ مفہوم المخالفہ کے قائل ہیں۔ اور تین راتوں تک اس لئے معافی دے دی گئی ہے یعنی قطع کلامی کو معاف کیا گیا ہے کہ سوءِ خلق (بداخلاقی) اور غضب (غصہ) آدمی میں جبلی طور پر پایا جاتا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب قطع تعلق کسی دنیاوی معاملہ میں ہو اور اگر یہ کسی (شرعی) معصیت کی قباحت کے ناطے سے ہے تو تین (راتوں) سے زیادتی شرعاً جائز ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان تین احباب سے قطع تعلق (بائیکاٹ) کیا جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے (اور اس میں شریک نہیں ہوئے تھے) اور صحابہ کرام کو بھی ان سے پچاس روز تک بائیکاٹ (قطع

marfat.com

تعلق) کا حکم دیا۔ مروی ہے کہ حضرت صفیہ کا اونٹ جب بھاگ گیا تو نبی ﷺ نے حضرت زینبؓ سے فرمایا کہ انہیں (یعنی حضرت صفیہ کو) اونٹ دے دو جبکہ اس وقت حضرت زینبؓ کے پاس ایک سے کئی زائد اونٹ تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا میں اسے یہودیہ کو دوں؟ اس پر حضور ﷺ ذی الحجہ، محرم اور صفر تین ماہ تک ناراض رہے۔ (اور قطع کلامی کئے رکھی)۔

(۲۵) کسی مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرو

وَعَنْ اَبِیْ هُـرَیْـرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَخْطُبُ اَحَدُکُمْ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ دے۔

تشریح

لَایَخْطُبُ جزم کے ساتھ نہی اور رفع (پیش) کے ساتھ نفی بمعنی نہی کا صیغہ ہے۔ **عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ مِنْ خِطْبَةٍ** جو کہ خا کی کسر (زیر) کے ساتھ ہے کا مطلب ہے نکاح کے لئے کسی عورت کو پیغام دینا یا منگنی کرنا۔ علماء نے کہا ہے کہ یہ اس صورت

marfat.com

میں (ناجائز) ہے جب مرد اور عورت دونوں معین مہر پر نکاح کے لیے راضی ہو جائیں اور باقی صرف نکاح کرنا رہ جائے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کو پیغام نکاح دینا یا منگنی کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے حضرت معاویہ اور ابو جہل نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اسامہ سے نکاح کر لو۔ علماء کا کہنا ہے کہ یہ (یعنی پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح کا عدم جواز) اس صورت میں ہے کہ دونوں پیغام نکاح دینے والے اور منگنی کرنے والے متقاربین یعنی ایک دوسرے کے دین علم وتقویٰ میں قریب ہوں۔ لیکن اگر پہلا پیغامِ نکاح دینے والا فاسق ہو اور دوسرا صالح ہو تو یہ نہی کے زمرے میں نہیں آتا۔ مگر یہ ظاہرِ حدیث (یعنی حدیث کے ظاہری مفہوم) کے خلاف ہے اور خطابی کا قول ہے کہ یہ حدیث کافر کے پیغام نکاح پر (مسلمان کی طرف سے) دوسرے پیغام نکاح کے جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلم اور کافر کے درمیان اخوت کا رشتہ منقطع کر دیا ہے اور جمہور علماء اس کے ممانعت یا عدم جواز کی طرف گئے ہیں اور کہا ہے کہ بِـأَخِيْـهِ (اپنے بھائی) کی قید علی الغالب لگائی گئی ہے جس کا کوئی مشروط مفہوم نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَرَبَـائِبُـكُـمُ الَّتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ (اور تمہاری وہ پچھلگ لڑکیاں جو تمہاری آغوش تربیت میں ہوں)۔ میں کہتا ہوں کہ ان (کافر و مسلمان) کو ایک دوسرے سے جدا اور منقطع کرنے والا رشتہ اسلامی اخوت کا ہے جبکہ حدیث میں اخیـہ کا لفظ کسی قید کے بغیر آیا ہے اور اس سے زیادہ عام معنیٰ یعنی بنی آدم ہونے کے ناطے سے اخوت مراد لی جائے تو اس سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے اور کسی تکلف کی ضرورت نہیں رہتی۔ امام نووی کا قول ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی کرے یعنی پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح دے تو گناہ گار ہوگا مگر اس کا نکاح صحیح ہوگا اور فسخ نہیں ہوگا جبکہ بعض مالکیہ (مالکی فقہا) کا کہنا ہے کہ فسخ ہو جائے گا۔

marfat.com

(۲۶) قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

وَعَنْ جُبَيْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

متفق عليه

ترجمہ: حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاطع (یعنی قطع رحمی کرنے والا) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

راوی: حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے قیام پذیر ہوئے اور وہیں ۵۲ ہجری میں وفات پائی اور وہ قریش کے بہت بڑے ماہر نساب (نسابۃ القریش) تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ساٹھ (۶۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے دس (۱۰) احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے بخاری نے تین (۳) اور مسلم نے ایک (۱) حدیث الگ الگ تخریج کی ہے۔

تشریح:

قاطع سے مراد قاطع الرحم (یعنی قطع رحمی کرنے والا) ہے۔ اس حدیث کی تاویل معروف ہے اور تاویلاتِ نظائرہ میں شمار ہوتی ہے۔

marfat.com

(۲۷) چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا۔

راوی: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا لقب صاحب سرِّ رسول اللہ ﷺ ہے۔ مدائن کے مقام پر ۳۵ ہجری میں وفات پائی اور بقولِ دیگر ۳۶ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد چالیسویں رات فوت ہوئے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے بیس (۲۰) احادیث روایت کی ہیں جن میں سے بخاری نے اٹھارہ (۱۸) اور مسلم نے (۲) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

قتات قاف کے فتحہ (زبر) اور پہلی تا جو کہ مثناۃ من فوق ہے یعنی اس کے اوپر دو نقطے کی تشدید (شد) کے ساتھ ہے نمام کو کہتے ہیں اور نمیمہ کا معنی ہے فساد (بگاڑ) پھیلانے کی خاطر بات کو دوسروں تک منتقل کرنا اور بعض علماء نے ان دونوں میں فرق بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ نمام وہ ہوتا ہے جو کہ لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہے اور چغل خوری کرتا ہے اور قتات وہ ہوتا ہے جو لوگوں کے خلاف ان کی لاعلمی میں

marfat.com

بات سنتا ہے۔اور پھر اس کی چغل خوری کرتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نمیمہ اس کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ نمیمہ کی حقیقت یہ ہے کہ یہ کسی کے بارے میں ایسی بات کا انکشاف کرتا ہے جس کا انکشاف مکروہ سمجھا جاتا ہے۔ یا کسی ایسے راز کو افشا کرنا ہے کہ جس کا افشا کرنا پسند نہیں کیا جاتا۔ خواہ منقول عنہ (یعنی جس کے حوالے سے بات کی گئی ہے) ناپسند کرے یا منقول الیہ (جس کو بات پہنچائی گئی ہے) یا کوئی تیسرا شخص اسے ناپسند کرتا ہو اور برابر ہے کہ یہ افشائے راز الفاظ کے ذریعے سے ہو یا اشارے کے ذریعے سے یا ان کے علاوہ کسی اور طریقے سے۔ حتیٰ کہ اگر کسی انسان کو دیکھے کہ وہ اپنے مال کو چھپاتا ہے مگر وہ اسے کسی دوسرے شخص کے آگے ظاہر کر دے تو یہ بھی نمیمہ ہے۔

(۲۸) افطار میں جلدی خیر کی نشانی ہے

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَاعَجَّلُو الْفِطْرَ. رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک خیر (بھلائی) پر رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کریں گے۔

تشریح

یعنی اس مدت (یا دور) تک لوگ خیر (بھلائی) پر رہیں گے جب تک کہ وہ روزہ

marfat.com

افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے اور وہ خیر پر اس لئے رہیں گے کہ غروبِ آفتاب کے یقین ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی انبیائے کرام کی سنت ہے اور اس سے نماز میں حضورِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ تو جس نے اس کی یعنی تعجیل الفطر (افطار میں جلدی کرنے) کی حفاظت کی تو وہ انہی (یعنی انبیاء و مرسلین) کے اخلاق سے متخلق (آراستہ و پیراستہ) ہوگا اور اس لئے بھی کہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت پائی جاتی ہے کیونکہ وہ افطار کو اشتباک نجوم (ستاروں کے مل جانے تک) مؤخر کیا کرتے تھے۔

(۲۹) مؤمن ایک ہی سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَیْنِ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شاعر تھا جسے وغرہ کہا جاتا تھا۔ وغرہ بدر کے دن گرفتار ہوا اور اس نے نبی اکرم ﷺ سے امان طلب کی اور عہد کیا کہ آئندہ اہلِ ایمان کی ہجو نہیں کہے گا۔ اس پر حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، مگر اس نے ہجو اور ذہنی ایذا رسانی کا سلسلہ دوبارہ شروع

marfat.com

کر دیا۔ اس کے بعد پھر جب وہ غزوۂ احد کے دن گرفتار ہوا اور دوسری مرتبہ امان طلب کی تو حضورﷺ نے فرمایا لَایُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَیْنِ (کہ مؤمن ایک ہی سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا)۔

لَایُلْدَغُ کو دال مہملہ (یعنی بغیر نقطے کی دال) اور عین معجمہ (عین جس پر نقطہ موجود ہے) کے ساتھ نفی کے صیغہ سے روایت کیا گیا ہے اور اس کے معنی سوراخ کے ہیں۔ مَرَّتَیْنِ (دو مرتبہ)

اور لَایُلْدَغُ نفی کے صیغہ کے ساتھ مروی ہے۔ اس کا معنی ہوگا کہ نہیں ڈسا جائے گا) اور نہی کے صیغہ سے معنیٰ ہوگا کہ ایک بیدار مغز مؤمن جس چیز سے ایک دفعہ نقصان اٹھا لے اسے دوسری مرتبہ اس سے نقصان نہیں اٹھانا چاہیئے۔ مِنْ جُحْرٍ میں جیم پر ضمہ (ُ) ہے حاء مہملہ سے پہلے اور یہ نہی کے ساتھ ہے۔

علماء کی طرف سے کہا گیا ہے کہ یہ امور آخرت کے بارے میں ہیں۔ یعنی مؤمن جب ایک دفعہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اسے چاہیئے کہ دُکھ محسوس کرے اور اس کا دل مضطرب ہو اور پھر دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے، ڈسا ہوا آدمی دوبارہ ایسا نہیں کرتا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کے واقعہ کے بعد کیا کہ وہ (اس واقعہ کے بعد) کسی عورت سے کلام نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنے چہرہ پر چادر ڈالے رکھتے۔ اور اولیٰ (بہتر) یہ ہے کہ اسے عموم پر رکھا جائے (یعنی اس سے عام معنی مراد لئے جائیں) کیونکہ مرد ہوشیار کو چاہیئے کہ وہ ہر اس چیز سے جو اسے دنیا و آخرت کے معاملہ میں نقصان پہنچائے، بچتا رہے۔

(۳۰) ہمسایہ کو اپنی دیوار میں شہتیر رکھنے سے نہ روکو!

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

marfat.com

لَا يَمْنَعُ اَحَدُكُمْ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشْبَةً فِيْ جِدَارِهٖ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو اس سے نہ روکے کہ وہ اس کی دیوار میں لکڑی (شہتیر) رکھ لے۔

تشریح

یَغْرِزَ خَشْبَةً کا معنی ہے لکڑی (مراد شہتیر) رکھ لے۔ فِیْ جِدَارِہٖ میں ضمیر اَحَدٌ کی طرف راجع ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہاں نہی تحریم کے لئے ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم مذہب بھی یہی ہے جبکہ اکثر علماء کا مذہب ہے کہ یہ ندب (استحباب) کے لئے ہے۔ واللہ اعلم

(۳۱) اللہ سے حسنِ ظن رکھو!

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھتا ہو۔

marfat.com

راوی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ مشاہیر صحابہ میں سے تھے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ماسوائے بدر اور احد کے انیس غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے دس (۱۰) احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے چھبیس (۲۶) اور مسلم نے ایک سو چھبیس (۱۲۶) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث نبی ﷺ سے آپ کے وصال سے تین دن پہلے سنی اور حدیث میں نہی ظاہر میں اگرچہ موت سے آئی ہے لیکن یہ اس سے مراد نہیں۔ کیونکہ اس کے لئے غیر مقدور ہے یعنی (موت) اس کی قدرت سے باہر ہے اور اس سے مراد بطریقِ کنایہ (یعنی کنایہ کے طور پر) موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ عدم حسنِ ظن کی نہی ہے۔ جیسا کہ تمہارا یہ کہنا لَا تُصَلِّ اِلَّا وَاَنْتَ خَاشِعٌ (نماز نہ پڑھو مگر اس حالت میں کہ تم خشوع کرنے والے ہو)۔ اس سے تمہاری مراد نماز سے منع کرنا نہیں بلکہ ترکِ خشوع سے نہی مراد ہے۔ خطابی کا کہنا ہے کہ اس میں درحقیقت اعمالِ صالحہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن غالباً حسنِ عمل ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو گویا یہ فرمایا اَحْسِنُوْا اَعْمَالُكُمْ يُحْسِنُ بِاللّٰهِ ظَنُّكُمْ کہ اپنے اعمال اچھے کرو۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمہارا ظن (بھی) اچھا ہو جائے گا۔

(۳۲) جمعہ کے دن غسل کا حکم

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى اَحَدُكُمْ

marfat.com

اَلْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو جمعہ کا دن (نصیب) ہو تو اسے چاہیئے کہ غسل کرے۔

تشریح

امام مالک رحمہ اللہ جمعہ کے دن وجوبِ غسل کے قائل ہیں کیونکہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جبکہ جمہور اس کے استحباب کی طرف گئے ہیں۔ اور انہوں نے امر کو ندب (یعنی استحباب) پر محمول کیا ہے اور ان کی دلیل حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارک ہے:

مَنْ تَوَضَّاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَ مَنْ اِغْتَسَلَ فَهُوَ اَفْضَلُ

جو جمعہ کے دن غسل کرے تو یہ اچھا ہے اور جو غسل کرے تو یہ افضل ہے۔

(۳۳) چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دُبِغَ الْاَهَابَ فَقَدْ طَهُرَ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چمڑے کو رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

marfat.com

تشریح

اہاب جلد غیر مدبوغ یعنی ایسی جلد کو کہتے ہیں جسے ابھی رنگا نہ گیا ہو۔ فقد طھر میں طھر ھا کی فتحہ (زبر) اور ضمہ (پیش) دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ جبکہ فتحہ کے ساتھ افضل ہے جیسا کہ مبارق میں آیا ہے۔ آدمی اور خنزیز کی جلد اس حدیث کے مفہوم سے بالاتفاق خارج ہیں۔ کلب (کتے) کی جلد بھی امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے خارج ہے جیسا کہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سباع (درندوں) کی جلدوں (کے استعمال) سے منع فرمایا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب اس سلسلے میں یہ ہے کہ مردار (مردہ جانور) کی جلد دباغ (رنگائی) سے پاک نہیں ہوتی جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاَهَابٍ وَلَا عَصَبٍ یعنی مردار (مردہ جانور) کی جلد اور نہ ہی عصب (گوشت) سے انتفاع کرو (فائدہ اٹھاؤ) جبکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ نہی دباغ (رنگائی) سے پہلے کے انتفاع (استعمال) کے بارے میں ہے۔

(۳۴) اچھا کفن پہنانے کی تاکید

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَفَنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کفن دینے لگے تو اسے اچھا کفن دے۔

marfat.com

تشریح

اچھا کفن دینے سے مراد یہ ہے کہ سفید اور پاک صاف ستھرا کفن دیا جائے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نہ فضول خرچی کرے اور نہ ہی کنجوسی۔

(۳۵) ہر بیماری کے لئے شفا ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً ۔ رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری مگر یہ کہ اس کے لئے شفا بھی نازل فرمائی۔

تشریح

اس حدیث میں اَنْزَلَ کا معنی اَحْدَثَ ہے اور داء بیماری کو کہتے ہیں جو بعض اخلاط کے بعض پر غلبہ کے نتیجے میں عارض ہوتی ہے اور شفا ان کی حالتِ اعتدال کی طرف رجوع کو کہتے ہیں اور یہ اعتدال کی طرف لوٹنا ادویہ کے استعمال سے ہوتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی اعانت سے بغیر دوا وعلاج کے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ سوائے موت کے۔ اگرچہ موت بھی ایک قسم کی بیماری ہی ہوتی ہے۔ پس اس حدیث کا اطلاق عام نہیں کیونکہ موت کی کوئی دوا نہیں ہوتی اور یہ قول کہ موت کی دوا طاعت و

marfat.com

نیکی ہے تو یہ بعید از قیاس وتسلیم ہے کیونکہ یہ (طاعت اور نیکی) امراض باطنی یعنی گناہوں کی دوا ہوتی ہے۔ موت کی نہیں۔

(۳۶) صبر سے بڑا کوئی رزق نہیں

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رُزِقَ الْعَبْدُ رِزْقًا اَوْسَعُ عَلَيْهِ مِنَ الصَّبْرِ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کو کوئی ایسا رزق نہیں دیا جاتا جو صبر سے زیادہ وسیع اور فراخ ہو۔

راوی

حضرت ابوسعید بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ اپنی کنیت (ابوسعید) سے مشہور ہوئے ہیں۔ وہ حفاظ مکثرین (یعنی کثرت سے روایت کرنے والوں) اور علماء راسخین (یعنی رسوخ علمی رکھنے والے علماء) میں سے تھے اور صحابہ وتابعین میں ثقہ (قابلِ اعتماد) راوی تھے۔ ۲۴ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر چوراسی (۸۴) برس تھی۔ مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک ہزار ایک سوستر (۱۱۷۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی گیارہ احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے سولہ (۱۶) اور مسلم نے بہتر (۷۲) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

marfat.com

تشریح

اس حدیث میں مکارہ الدنیا (دنیا کی تکالیف) پر صبر کی تاکید (حث علی الصبر) پائی جاتی ہے۔

(۳۷) بوقتِ وصال نبی کا اختیار

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ نَبِیٍّ یَمُوْتُ حَتّٰی یُخَیَّرُ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی نبی کا اس وقت تک وصال نہیں ہوتا جب تک اسے اختیار نہ دیا جائے۔

تشریح

اختیار سے مراد دنیا میں اقامت کرنے (ٹھہرے رہنے) اور آخرت کو کوچ کر جانے کے درمیان اختیار نہیں دیا جاتا۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا تخیر (اختیار دیا جانا) اسی صورت میں مفید ہوتا ہے جب کہ ان کی اجل (مدتِ وصال) تعلیق یعنی شرط کے ساتھ مکتوب ہو اور اگر یہ قطعی وحتمی ہو تو تخیر (یعنی اختیار دیئے جانے) کا فائدہ ان کی عزت افزائی اور تطیب قلوب (دل جوئی) کا حصول ہے۔ واللہ اعلم۔ اور یہ بات طے

marfat.com

ہے کہ وہ دنیا کو آخرت کے انعام واکرام کے مقابلے میں اختیار نہیں کرتے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ فداک ابی و امی (میرے ماں باپ آپ پر قربان! باوجود اس علم کے کہ ایسا نہیں ہوگا۔

(۳۸) اللہ اور اس کے رسول وعدہ خلافی نہیں کرتے

وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَلَا رُسُلُهُ. رواہ مسلم

ترجمہ: انہی (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے رسول (یعنی اس کے پیغام رساں فرشتے) کرتے ہیں۔

تشریح

رُسُلُہٗ پیش کے ساتھ اللہ پر عطف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اس واقعہ کے بعد ارشاد فرمائی جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوں گے مگر وہ نہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جبرئیل نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ رات کو مجھ سے آکر ملیں گے اور اللہ کی قسم انہوں نے کبھی اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی ہے۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا کہ کتے کا ایک بچہ (کتورا) پلنگ (بستر) کے نیچے

marfat.com

ہے تو آپ نے اسے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ پھر اپنے دستِ مبارک میں پانی لیا اور اس کی جگہ پر چھڑک دیا۔ جب اگلا دن آیا تو جبرئیلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ رات کو مجھ سے آ کر ملو گے۔ جبرئیل نے عرض کیا ہاں! بیشک ایسا ہی ہے لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا موجود ہو۔

(۳۹) ٹخنوں سے نیچے تہ بند کی سزا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِی النَّارِ. رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جتنا ازار (تہ بند) ٹخنوں سے نیچے رہ جائے وہ جہنم میں جائے گا۔

تشریح

مَا اَسْفَلَ نصب (زبر) کے ساتھ کان مقدار کی خبر ہے۔ مِنَ الْاِزَارِ سے مراد مِنْ مَحَلِ الْاِزَارِ (یعنی تہ بند باندھنے کی جگہ) فَفِی النَّارِ (جہنم میں جائے گا) یعنی تہ بند والے جسم کا وہ حصہ جو ٹخنوں سے نیچے رہ جائے جہنم میں جائے گا۔ یہ (وعید) اس شخص کے بارے میں ہے جو اپنا تہ بند تکبر یعنی بڑائی کے اظہار کے طور پر ٹخنوں سے نیچے لٹکائے۔

marfat.com

(۴۰) قیامت کا طویل عرصہ

وَعَنۡهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَا بَیۡنَ النَّفۡخَتَیۡنِ اَرۡبَعُوۡنَ ۔ متفق علیه

ترجمہ: انہی یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس (کا عرصہ) ہے۔

تشریح

مابین نفختین (دونوں نفخوں) سے مراد نفخۂ نشور اور نفخۂ صعق کے درمیان اربعون یعنی چالیس کا عرصہ ہے۔ راوی نے اس کی تفسیر بیان نہیں کی کہ یہ اربعون یوما اوسنة اوشهرا یعنی اس سے مراد چالیس دن یا سال یا ماہ ہیں اور راوی سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا لا اعلمہ کہ میں اسے نہیں جانتا۔ اور کسی دوسرے صحابی کی روایت میں ہے جو کہ مسلم کے علاوہ کسی دوسری کتاب حدیث میں مروی ہے کہ فرمایا اربعون سنة (یعنی چالیس سال)۔ ایسا ہی قول امام نووی کا ہے۔

(۴۱) قیامت کے دن کافر کے جسم کی لمبائی

وَعَنۡهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابَيْنَ مَنْكَبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ. متفق علیہ

ترجمہ: انہی یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے گا جو ایک تیز رفتار سوار کے تین دن تک مسلسل سفر میں چلتے رہنے میں لگتا ہے۔

تشریح

اس (کافر) کا جسم اس لئے اتنا بڑا ہو جائے گا تا کہ اس کا عذاب بڑا ہو جائے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسا بعض کفار کے حق میں ہوگا کیونکہ ایسی احادیث بھی آئی ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ متکبرین (تکبر کرنے والے) قیامت کے دن ذروں کی طرح انسانی شکل میں اٹھائے جائیں گے اور انہیں جہنم کے ایک قید خانہ میں لے جایا جائے گا۔ اور بعض شارحین نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث، دوزخ میں ان (کافروں) کے اجسام کے بڑھنے پر دلالت کرتی ہے اور جس حدیث کا قرطبی نے ذکر کیا ہے، اس کا تعلق حشر کے وقت سے ہے۔ یعنی ایسا حشر کے وقت ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ فی النار (دوزخ میں) کے الفاظ غیر مذکور ہیں۔ یعنی ان کا ذکر نہیں ہوا۔ یہی قول امام نووی کا بھی ہے تو قرطبی کے قول کی تردید میں زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ جس حدیث کا انہوں نے حوالہ دیا ہے وہ حشر کے میدان میں ان کے جسموں کے نہ بڑھنے پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ متکبرین (تکبر کرنے والوں) کی ذرات کے ساتھ تشبیہ حقارت کے لئے ہے نہ کہ صغر (چھوٹا ہونے) کے بارے میں۔ ورنہ حدیث میں **فی صور الرجال** (مردوں کی صورتوں میں) کا قول

marfat.com

درست نہیں ہوگا۔اسی طرح صاحب مبارق کا قول بھی یہی ہے۔

(۴۲) حوضِ کوثر کی وسعت

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَابَیْنَ نَاحِیَتَیْ حَوْضِیْ کَمَا بَیْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِیْنَةِ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے حوض (کوثر) کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ صنعا اور مدینہ کے درمیان ہے۔

تشریح

قاضی کا قول ہے کہ اہلِ سنت کے نزدیک حوض اپنے ظاہری معنیٰ میں بغیر کسی تاویل کے مراد ہے۔اور اس کی حدیث متواتر النقل ہے۔یعنی اس کو تواتر سے نقل اور روایت کیا گیا ہے اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔پس اگر کہا جائے کہ کسی دوسری حدیث میں آیا ہے۔کما بین ایلة و مکة (جیسا کہ ایلہ یعنی بیت المقدس اور مکہ کے درمیان ہے)اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔حوضی سیرۃ شھر (کہ میرا حوض ایک ماہ کی مسافت پر ہے) تو ان احادیث کے درمیان موافقت (اور تطبیق) کیسے ہوگی۔ہم کہتے ہیں کہ مذکورۃ الصدر حدیث (یعنی اوپر والی حدیث) میں حوض کی وسعت کا بیان مختلف مقامات کے بُعد و فاصلہ کے بارے میں سامعین کے علم و معلومات کے اختلاف کے مطابق علی سبیل التقریب کیا گیا ہے۔ جہاں تک

marfat.com

مہینہ (کے فاصلہ) کے بیان کا تعلق ہے تو یہ بھی لوگوں کے حالات کے اختلاف کی بناء پر ہے، تجدید کے لئے نہیں۔

(۴۳) عید کی خوشی

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَابَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں بیٹھی وہ اشعار گا رہی تھیں جو کہ انصار نے جنگِ بعاث [۱] کے بارے میں کہے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ اپنی چادر مبارک اوڑھے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطان کے یہ مزامیر (آلات

---

[۱] بعاث انصار کے ہاں مشہور جنگ ہوئی جس میں اوس اور خزرج کے درمیان بہت بڑی لڑائی اور خونریزی ہوئی اور یہ جنگ ان کے درمیان ایک سو بیس سال تک جاری رہی کہ یہاں تک کہ اسلام نے آ کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

marfat.com

موسیقی)اور وہ بھی عید کے دن؟ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ۔اے ابوبکر! ہر قوم (یہودی اور عیسائی وغیرہ) کے لئے عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔

علماء کے درمیان غناوسرود (گانے بجانے) کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ایک گروہ نے اسے مباح (جائز) قرار دیا ہے اور یہ قول امام مالک سے مروی ہے ۔جس میں اس حدیث سے حجت پکڑی گئی ہے جبکہ دوسرے (فقہا) نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث جس امر پر دلالت کرتی ہے وہ محل نزاع نہیں ۔اس لئے کہ وہ اشعار جو یہ لڑکیاں گا رہی تھیں جہاد اور شجاعت کی تعریف میں تھے اور امرِ دین کے لئے جہاد کی اعانت وتائید کے بارے میں تھے جبکہ کلام (یعنی بحث وگفتگو) ایسے گانے میں ہے جو کہ لوگوں میں شر (یعنی برائی) کے ہیجان کا باعث ہوتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ الغنا رقیۃ الزنا (گانا، زنا کا منتر ہے) اور حدیث اس (قسم کے گانے) کی اباحت (جواز) پر دلالت نہیں کرتی ۔ فافہم وانصف۔فہم کا مظاہرہ کرو اور انصاف سے کام لو)۔

(۴۴)حضرت ابوبکرؓ کا مقامِ ثانی الاثنین

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَااَبَابَکْرٍ مَاظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو (ساتھیوں) کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا (ساتھی) اللہ ہے۔

marfat.com

راوی: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ان کا نام دورِ جاہلیت میں عبدالکعبہ تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ ان کو، ان کے والدین کو، اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو رسول اللہ ﷺ کی صحابیت کا شرف حاصل تھا اور کسی اور صحابی میں یہ فضیلت اکٹھی نہیں ہوئی۔ ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک سو بیالیس (۱۴۲) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) میں ان کی اٹھارہ (۱۸) احادیث مروی ہیں، جن میں سے بخاری نے گیارہ (۱۱) اور مسلم نے ایک حدیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہجرت کی شب مشرکوں کے قدموں کو اپنے سروں کے اوپر سے دیکھ لیا اور ہم اس وقت غارِ (ثور) میں تھے۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نظر کرے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **یَا اَبَابَکْرٍ مَاظَنُّکَ، بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا** (اے ابوبکر! تمہارا ان دو ساتھیوں کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا ساتھی اللہ ہے)۔ یعنی نصرت اور اعانت کے لئے موجود ہے۔ اور یہ ہی معنی ہے اس ارشادِ باری تعالیٰ کا۔ **اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔** (کہ جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کھاؤ، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے)۔ علماء نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، کے غم (اور حزن) کی وجہ یہ تھی کہ وہ نبی ﷺ کے بارے میں ڈر رہے تھے اسی لئے کہہ رہے تھے کہ اگر میں مارا جاؤں تو میں تو ایک ہی آدمی ہوں اور اگر (خدا نخواستہ) آپ کی جان کو نقصان پہنچے اور آپ شہید ہو جائیں تو پوری امت ہلاک (اور تباہ و برباد) ہو جائے گی۔ مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ (غارِ ثور) تک سفر کر رہے تھے تو ایک گھڑی حضور ﷺ کے سامنے چلتے اور

marfat.com

دوسری گھڑی حضور ﷺ کے پیچھے چلنے لگتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا اے ابوبکر! آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ عرض کیا جب مجھے کفار کی تلاش کی مہم یاد آتی ہے تو میں آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب مجھے ان (کفار) کے گھات لگانے کا خیال آتا ہے تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے مجھے اس ذات بزرگ و برتر کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ابوبکر کی یہ ایک رات کی نیکی عمرؓ کی عمر بھر (کی نیکیوں) سے بہتر ہے۔ اس ارشاد میں نبی ﷺ کے توکل کی عظمت بھی پائی جاتی ہے۔

(۴۵) ہمسایوں کے سالن کا ہدیہ

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَۃً فَاَکْثِرْ مَائَھَا وَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ۔ رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر جب تم سالن پکاؤ تو اس کا پانی یعنی شوربا زیادہ کر لیا کرو اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھا کرو۔

تشریح

تَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ اپنے ہمسایوں کو ہدیہ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس میں سے سالن ہدیہ کے طور پر دے کر ان کے ساتھ احسان (حسنِ سلوک) کرو۔ ان کے حقوق کی حفاظت کرو۔

marfat.com

(۴۶) حضرت انسؓ پر شفقت

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا اَبَاعُمَیْر مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوعمیر! نغیر نے کیا کیا؟

تشریح

پوری حدیث یوں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن تشریف لائے جبکہ ان کے بیٹے کی نغیر مر گئی تھی تو جب انہوں نے حضور ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا تو حضور ﷺ نے فرمایا یَا اَبَاعُمَیْرُ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ. (اے عمیر اس نغیر نے کیا کیا؟) نغیر، نغر کی تصغیر ہے جو کہ چڑیا کی طرح کا ایک چھوٹا پرندہ ہوتا ہے جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور اس سے حضور ﷺ کا حسنِ خُلق ظاہر ہوتا ہے کہ جب آپ بچوں سے ملتے (تو ان کے ساتھ بہت اچھے اخلاق سے پیش آتے) اور مدینہ منورہ میں شکار کی اباحت ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے صحابہ کو اس سے منع نہیں فرمایا اور کسی بچے کی طرف سے کسی پرندے کو پکڑنے کی اباحت بھی ثابت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ جبکہ وہ اسے تکلیف وتعذیب نہ دے اور کسی کو جبکہ اس کا کوئی بچہ نہ ہو۔ تفاؤل (فال کے طور پر) کنیت دینے کی اباحت بھی ثابت ہوتی ہے۔

marfat.com

(۴۷) حضرت ابو ہریرہؓ اور چور

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم یَااَبَا هُرَیْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ .رواه البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ تیرے اسیر (قیدی) نے گذشتہ رات کیا کیا؟

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھے کھجوروں (کے کچھ صدقے) پر محافظ مقرر فرمایا۔ جب رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص کچھ کھجوریں اٹھا رہا ہے تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔ وہ کہنے لگا کہ میں محتاج (یعنی ضرورت مند) ہوں اور میرے بہت سے گھر والے ہیں تو یہ سن کر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا یاابا هُرَیْرَةَ ما فعل اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ اے ابو ہریرہ تیرے قیدی نے رات کو کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اس نے نے بہت سخت ضرورت (شدید حاجت) کا ذکر کیا جسے سن کر مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مگر اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ چنانچہ میں اس کی گھات میں رہا۔ پھر جب وہ دوسری مرتبہ آیا تو ہمارے درمیان اسی طرح گفتگو ہوئی

marfat.com

جیسا کہ پہلی مرتبہ ہوئی تھی۔

تیسری مرتبہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیسرا اور آخری موقع ہے کہ تو یہ دعوی کر رہا ہے کہ تو پھر نہیں آئے گا۔ اس پر وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو کہ میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں، جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔ میں نے کہا وہ کیا (کلمات) ہیں؟ کہنے لگا کہ جب تو بستر پر سونے لگے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و محافظ ہوگا اور شیطان تیرے نزدیک نہیں پھٹک سکے گا۔ یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے تم سے سچ کہا ہے۔ جب کہ وہ خود بہت جھوٹا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم تین رات کس سے مخاطب ہوتے رہے ہو۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان تھا۔

(فائدہ) اس حدیث میں ایسے شخص سے جو اپنے قول پر عمل نہیں کرتا تعلیم حاصل کرنے یا سیکھنے کے جواز کی دلالت پائی جاتی ہے۔

(۴۸) حضرت علیؓ کی فضیلت

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ . رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی تم میرے ہاں

marfat.com

وہی مقام رکھتے ہو جو ہارون کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے: حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک میں اپنے پیچھے اپنے اہل خانہ پر نائب (خلیفہ) بنایا۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا کر چھوڑ کر جا رہے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انتہائی فضیلت پائی جاتی ہے۔ یہاں بہت سے سُوال وجواب پائے جاتے ہیں جن کو ہم شمس الضحیٰ فی شرح مصباح الدجی میں بیان کیا ہے۔ وہیں دیکھ لیجئے۔

(۴۹) برکتِ طعام کا معجزہ

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَھْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَکُمْ سُوْرًا فَحَیَّلَا بِکُمْ لَا تُنْزِلَنَّ بِرُمَتَکُمْ وَلَا تَخْبَزَنَّ عَجِیْنَکُمْ حَتّٰی اَجِیئَ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خندق والو! جابر نے تمہارے

marfat.com

لئے دعوت کی ہے۔ آؤ! وہاں چلیں۔ (اور حضرت جابرؓ سے فرمایا) اپنی ہنڈیا اس وقت تک نیچے نہ اتارنا اور نہ ہی آٹا (روٹیاں) پکانا جب تک میں نہ آجاؤں۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خندق کھود رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ بھوک سے پیٹ (پر پتھر) باندھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس ایک گھریلو بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اسے ذبح کیا اور جو پکائے گئے۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو چپکے سے عرض کی کہ کچھ ساتھیوں سمیت تشریف لائیے۔ اس پر حضور ﷺ نے بلند آواز سے کہا **یَا اَھْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ لَکُمْ سُوْرًا فَحَیَّلا بِکُمْ** (اے خندق والو! جابر نے تمہارے لئے دعوت تیار کی ہے آؤ! (وہاں چلیں) سؤر ہمزہ کے سکون کے ساتھ ہے اور یہ ہر اس کھانے کو کہتے ہیں، جس کی دعوت دی جائے۔ **فَحَیَّلا** تنوین کے ساتھ ہے اور حضور ﷺ نے حضرت جابر سے فرمایا **لَا تُنْزِلَنَّ بُرْمَتَکُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِیْنَکُمْ حَتّٰی اَجِیْئَ** کہ اس وقت تک اپنی ہنڈیا نیچے نہ اتارنا اور نہ ہی آٹا سے روٹیاں پکانا جب تک کہ میں آنہ جاؤں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو آپ نے ہمارے آٹے میں اپنا لعابِ دہن شریف ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ پھر ہماری ہنڈیا کے پاس تشریف لے گئے اور اس میں بھی اپنا لعاب دہن شریف ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ اور اہل خندق ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور جب فارغ ہو کر واپس گئے تو ہماری ہنڈیا پہلے کی طرح جوش کھا رہی تھی اور ہمارا آٹا پہلے کی طرح پک رہا تھا۔

marfat.com

(۵۰) عورتوں کوصدقہ کی تاکید

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عورتوں کے گروہ! صدقہ کیا کرو کیونکہ مجھے تمہاری اہلِ دوزخ میں اکثریت دکھائی گئی ہے۔

تشریح

یہ ارشاد حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا جب آپ عید کے دن عیدگاہ کی طرف باہر نکلے اور عورتوں کے پاس سے گزرے۔

(۵۱) حج بیت اللہ کی فرضیت

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا.

متفق علیہ

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے تو اب حج کیا کرو۔

تشریح

حج کا وجوب اس شخص کے لئے ہے جس کو بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔ (یعنی جس کے پاس زادِ راہ موجود ہو اور سفر کی استطاعت بھی ہو)۔ اور عمر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے۔ یہ امر دوسری حدیث سے معلوم اور ثابت ہے۔

(۵۲) مسجد تک قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یٰبَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَکُمْ تُکْتَبُ اٰثَارُکُمْ دِیَارَکُمْ تُکْتَبُ اٰثَارُکُمْ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی سلمہ اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے (قدموں کے) نشان لکھے جاتے ہیں۔ تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔

تشریح

پوری حدیث اس طرح ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو سلمہ نے چاہا کہ اپنے گھروں کو بیچ دیں اور مسجد کے قریب مکانات خرید لیں تو اس پر حضور

marfat.com

ﷺ نے ان سے فرمایا یَابَنِیُ سَلُمَةَ دِیَارَکُمُ دیار نصب علی الاغراء ہے۔ یعنی اپنے گھروں کو لازم پکڑو (یا اپنے گھروں میں ہی رہو، انہیں نہ چھوڑو)۔ تُکُتَبُ اٰثَارُکُمُ (تمہارے نشان لکھتے جاتے ہیں)۔ آثار سے مراد مسجد کی طرف قدموں کے نشانات ہیں۔ اور لکھے جانے سے مراد ان کے ثواب کا لکھا جانا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ دِیَارَکُمُ تُکُتَبُ اٰثَارُکُمُ کی تکرار تاکید کے لئے فرمائی۔

(۵۳) جزع وفزع کی ممانعت

وَعَنُ اَبِیُ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنُهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ لَیُسَ مِنَّا مَنُ حَلَقَ وَلَا خَرَقَ وَلَا سَلَقَ . متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے اپنے بالوں کو منڈوایا اور نہ ہی وہ جس نے اپنے کپڑوں یا گریبان کو پھاڑا اور بلند آواز سے گریہ وزاری کی (یعنی بین کیا)۔

تشریح

لَیُسَ مِنَّا اَیُ لَیُسَ مِنُ اَهُلِ سُنَّتِنَا ہم میں سے نہیں سے مراد ہے کہ وہ ہماری سنت پر چلنے والوں میں سے نہیں مَنُ حَلَقَ شَعُرَهٗ حَقِیُقَةً اَوُ قَطُعَةً (جس نے اپنے بالوں کو کاٹا مکمل طور پر یا جزوی طور پر) وَلَا سَلَقَ اَیُ صَوَّتَهٗ بِالۡبُکَاءِ یعنی نہ ہی

marfat.com

وہ جس نے گریہ وزاری میں اپنی آواز کو بلند کیا اور یہ سب افعال دورِ جاہلیت میں میت (مردہ) کے لئے جزع (یعنی سوگ) کے طور پر ہوتے تھے۔

(۵۴) قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کی ترغیب

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ ۔ رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کو خوش الحانی یا نغمگی سے اور گنگنا کر نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں۔

تشریح

اس سے مراد قرآن کو نہ کہ کسی اور کتاب کو غنا و خوش الحانی سے پڑھنے کی تاکید ہے۔ اور تغنی سے مراد اس کے الفاظ کو فصاحت سے (یعنی صاف صاف کر کے) ادا کرنا اور ایک قول کے مطابق بلند آواز سے پڑھنا ہے۔

کلاباذی کا قول ہے کہ قرآن کی تغنی کا معنیٰ خشیت الٰہی اور رقتِ قلبی سے اس کی قرأت ہے اور یہ بھی ایک قول ہے کہ اس کا معنیٰ کشف غموم (یعنی غموں کو ہٹانا یا دور کرنا) ہے اور وہ اس طرح کہ جب انسان کو کوئی غم پہنچتا ہے تو وہ بعض اوقات شعر کہنے لگتا ہے۔ اس سے وہ غم سے فرحت (اور خوشی) حاصل کرنا چاہتا ہے۔ صدیقین کو اصل فکر آخرت کی ہوتی ہے اور جو چیز انہیں اللہ سے ہٹا دے یا غافل کر دے اس سے

marfat.com

ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے رب کریم کے کلام کے سوا کسی اور کلام کے ذریعے اپنا کرب و اضطراب دور نہیں کرتے اور اس چیز کی طرف نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی جس نے قرآن کی قرأت (تلاوت) اور اس میں تدبر اور غور وفکر کے ساتھ اپنے غموں سے رہائی نہیں پائی تو وہ خلق اور سیرت کے اعتبار سے ہم میں سے نہیں اور یہ قول بھی آیا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ دوسری چیزوں سے مستغنی ہو جائے، لیکن بعض شارحین نے اس سے انکار کیا ہے اور اس کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ تلاوتِ قرآن کے ساتھ لوگوں کے ساتھ ملنے اور بات چیت کرنے سے مستغنی اور بے نیاز ہو جانا قاری کی تضیعِ اوقات اور فریضۂ تبلیغ کی عدم ادائیگی وغیرہ جیسے بہت سے مفاسد کا باعث بنتا ہے۔ اور یہ بھی کہ تَفَعَّلَ اِسْتَفْعَلَ کے معنیٰ میں بہت کم آتا ہے اور کسی دوسرے صحیح محمل کی موجودگی میں اس پر (اِسْتَفْعَلَ پر) محمول نہیں کیا جاتا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ امر ظاہر ہے۔ قاری کا دوسری چیزوں سے بے نیازی قرآن کی قرأت اور تلاوت کے وقت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس لفظ میں ایسا کوئی مفہوم نہیں پایا جاتا جس سے تمام اوقات میں قاری کے مکمل طور پر بے نیازی میں غرق ہو جانے پر دلالت پائی جاتی ہو۔ اس طرح اس سے کوئی مفاسد لازم نہیں آتے جبکہ کم عمل کرنا ارادہ کے پائے جانے کے امکان کو مانع نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یتغنی کا مطلب ہے یتطرب بتحسین صوتہ یعنی اپنی خوش آوازی یا خوش الحانی کے ساتھ خوشی وطرب محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ گائیکی طرب (خوشی) کی علامات (نشانیوں) میں سے ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سلف کی ایک جماعت نے حُسنِ صَوت کے ساتھ پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ رقت کے پیدا ہونے اور اس کی طرف لوگوں کے مائل ہونے کا سبب ہے اور اس سے قرآن کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوتے ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے (یعنی غنا کو) مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ

marfat.com

خشوع اور تدبر سے رکاوٹ ہوتا ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور دوسری جگہ اسے مکروہ قرار نہیں دیا اور ممکن ہے کہ پہلی کراہت کی صورت میں کمی بیشی کے ساتھ کلام کے تغیر وتبدیلی پر محمول ہو۔ یعنی کراہت کی وجہ یہ ہو کہ کمی بیشی کے ساتھ کلام میں تغیر (تبدیلی) کا پیدا ہونا لازم آتا ہو اور دوسری صورت یعنی عدم کراہت کی صورت ایسا نہ ہونے کی بناء پر ہے۔ (یعنی جب کمی بیشی کے ساتھ کلام میں تغیر وتبدیلی پیدا نہ ہو)۔ اسی طرح صحیح مسلم کی شرح میں ہے۔

(۵۵) سرکہ بہت اچھا سالن ہے

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْإِدَامُ اَلْخَلُّ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے سالن کے بارے میں دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس سوائے سرکہ کے کچھ بھی نہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا لَنِعْمَ الْإِدَامُ اَلْخَلُّ (سرکہ بہت اچھا سالن ہے)۔ اس میں لام جنس کے لئے ہے۔ یوں یہ حدیث

marfat.com

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے حجت ہے۔ اس مسئلہ میں کہ خمر سے جو سرکہ بن جائے وہ حلال ہوتا ہے۔ مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کا سالن عام طور پر سرکہ ہی ہوا کرتا تھا۔

(۵۶) نمازِ تہجد پڑھنے کی ترغیب

وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلَ عَبْدُاللّٰهِ لَوْكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو نماز (تہجد) پڑھا کرے۔

راویہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں سے ہیں اور وہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ان کے جو فضائل مروی ہیں ان میں سے یہ بھی کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جب طلاق دے دی تھی تو حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ حفصہ سے رجوع کرلیں۔ کیونکہ یہ بہت زیادہ روزہ دار اور شب بیدار ہیں اور یہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔ شعبان ۴۵ ہجری میں ان کی وفات ہوئی جبکہ اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ایک قول کے مطابق انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ساٹھ احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی دس (۱۰) احادیث مروی ہیں جن میں سے مسلم نے چھ (٦) احادیث الگ تخریج کی ہیں باقی متفق علیہ ہیں۔

marfat.com

تشریح

پوری حدیث یوں ہے: ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضرت عبداللہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑ لیا ہے اور دوزخ کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ میں نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ (میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں)۔ اتنے میں ایک فرشتہ ان سے ملا اور مجھ سے کہا أَرُوْعَ عَلَیْکَ[1] (کیا تم پر گھبراہٹ طاری ہے؟) میں نے یہ واقعہ (خواب) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰہِ لَوْ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ (عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو نمازِ تہجد پڑھا کرے۔) مِنَ اللَّیْلِ میں مِنْ تَبْعِیْض کے لئے ہے معنیٰ کچھ حصہ (رات کا)۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ والدِ ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات کو بہت کم سوتے تھے۔

(۵۷) حیوان کا مثلہ کرنے والے پر اللہ کی لعنت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَیْوَانِ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے حیوان کا مُثلہ کیا۔ (یعنی اس کا ناک کان کاٹ کر شکل بگاڑ دی)

---

[1] یہاں استفہامِ انکاری ہے یعنی گھبرائیں مت۔ آپ کو اللہ تعالیٰ آگ سے محفوظ رکھے گا۔

marfat.com

تشریح

مَثل ثـاء مثلـث (یعنی جس پر تین نقطے موجود ہیں) کی تخفیف کے ساتھ ہوتو مطلب ہے عَاقَبَہٗ بِجَعْلِہٖ عَرْضًا لِلرَّمِیْ یعنی اسے نشانہ بنا کر سزا دی۔

(۵۸) کھانے میں برکت کا معجزہ

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَمْ تَکِلْہُ لَاَ کَلْتُمْ مِنْہُ وَلَقَامَ لَکُمْ قَالَہٗ لِرَجُلٍ جَآءَ یَسْتَطْعِمُہٗ فَاَطْعَمَہٗ شَطْرَوَسْقِ شَعِیْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ یَاْکُلُ مِنْہُ وَامْرَئَتُہٗ وَضَیْفُھُمَا حَتّٰی کَالَہٗ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کو نہ ناپتے تو تم اس سے برابر کھاتے رہتے اور یہ تمہارے پاس اسی طرح باقی رہتا۔

تشریح

یہ ارشاد حضور ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جو آپ سے کچھ کھانے کی چیز مانگنے آیا تھا اور آپ نے اسے نصف وسق (یعنی ساٹھ صاع) جو عنایت فرمائے۔ وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کے مہمان اس سے برابر کھاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے ناپ لیا (اور اس کی وہ برکت جاتی رہی)۔

marfat.com

اس واقعہ میں حضور ﷺ کے معجزہ پر دلالت پائی جاتی ہے۔ علماء کا قول ہے کہ ناپنے کے بعد اس کی برکت کے زائل (ختم) ہو جانے میں یہ حکمت تھی کہ اس کا ناپنا (کیل) توکل کے منافی تھا اور اپنی طرف سے تدبیر اور تصرف اس میں پایا گیا۔ اس لئے اس (برکت) کے زائل (ختم) ہونے کی سزا دی گئی۔

(۵۹) پایوں کی دعوت قبول کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ دُعِيْتُمْ اِلٰى كُرَاعٍ فَاَجِيْبُوْا. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں (گائے یا بکری کے) پایوں کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرلیا کرو۔

تشریح: اس حدیث میں لوگوں کو حسنِ خلق اور تواضع پر ابھارنے کی تلقین پائی جاتی ہے۔

(۶۰) مسجد میں غیر نمازِ عمل سے احتیاط

عَنْ مُعَيْقِبِ ابْنِ اَبِىْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَّ الرَّمْىَ فِى الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً

رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت معیقب ابن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ سے مسجد (یعنی سجدہ کی حالت میں) کنکریوں کو چھونے کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہو تو صرف ایک ہی دفعہ (جائز ہے)۔

راوی: حضرت معیقب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ابتدائی دور میں مکہ میں اسلام لائے اور وہیں قیام پذیر رہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آگئے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے مہر بردار تھے۔ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں بیت المال کا عامل مقرر فرمایا۔ ۴۰ ہجری میں وفات پائی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے سات احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی ایک ہی حدیث لیکن مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ موجودہ الفاظ کے ساتھ مسلم نے تخریج کی ہے۔

تشریح

راوی کا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے مسجد (یعنی سجدہ کی حالت) میں کنکریوں کے چھونے (ہٹانے) کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً (یعنی اگر تمہارے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہو تو صرف ایک دفعہ جائز ہے) اِنْ کُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا جملہ اسمیہ ہے اور وہ اس طرح کہ لَا بُدَّ حال ہے۔ یعنی لَا تَفْعَلْ اور مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ کرو۔ اور تمہارے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہی ہو فَوَاحِدَةً تو صرف ایک ہی دفعہ ایسا کرلو اور اس حدیث میں اس

marfat.com

امر کی دلیل پائی جاتی ہے کہ تھوڑا عمل نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(۶۱) بہترین صدقہ

عَنْ حَکِیْمِ اِبْنِ اَبِیْ حِزَامٍ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الصَّدَقَۃِ مَاکَانَ عَنْ ظَھْرِ غِنًی۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا کے پس پشت ہو۔

تشریح

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اصل صدقہ وہ ہے کہ جس کے بعد صاحب صدقہ کو غنا (مالداری) حاصل رہے تاکہ وہ اس کے ساتھ اپنے مصالح (مفادات و مقاصد) پر باقی رہنے میں غلبہ اور قوت پا سکے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو وہ غالباً ندامت کا شکار ہو جاتا ہے۔

مروی ہے کہ ایک صدقہ کرنے والا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سونے کا ایک انڈا لے کر حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے غضب کے ساتھ اس کو نکال دیا جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس صدقہ کرنے کی ملکیت میں اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں اور اس میں صبر کی طاقت بھی نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ایک دوسری حدیث سے یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے افضل صدقہ کے بارے میں دریافت لیا تو

marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جهد المقل یعنی جو کوئی فقیر (نادار) اپنی احتیاج (حاجت و ضرورت) کے باوجود جہد اور مشقت کے ساتھ صدقہ کرے تو ان دونوں حدیثوں کو آپس میں کیسے جمع کیا جائے گا۔

میری رائے ہے کہ حدیث میں جو غنیٰ (امیری) کا لفظ آیا ہے یہ زیادہ جامع مفہوم ہے بہ نسبت اس کے کہ مراد دل کی تونگری یا مال کی تونگری ہو اور مقِل (فقیر) کا صدقہ اچھا (بہتر) ہوتا ہے جب وہ غنائے نفس کے ساتھ کیا جائے۔ اس طرح صدقہ کی یہ دونوں صورتیں بہتر ہیں۔

طیبی نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ افضلیت اشخاص کی حیثیت کی نسبت سے مختلف ہوتی ہے۔ چونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نادار ہونے کے ساتھ ساتھ متوکل علی اللہ بھی تھے اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت اور اسلام لانے کے بعد دونوں ادوار میں معزز تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دو کے حال کے مناسب جواب دیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ غنا سے مراد فقیر (ونادار) کی غنا ہے۔ یعنی بہترین صدقہ وہ ہے جس سے فقیر غنی ہو جائے (یا جس سے فقیر کو غنا حاصل ہو جائے)۔

(۶۲) تعلیمِ قرآن کی فضیلت

عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.

رواه البخاری

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

marfat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

راوی : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کے بالکل ابتدائی دنوں میں دارِ ارقم سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر مسلمان ہوئے۔ انہوں نے دو ہجرتیں کیں۔ ان کو ذوالنورین کا لقب ملا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے ان کے نکاح میں آئیں۔ ان کا رنگ گہرا سفید (ابیض ربعة) اور بقول دیگر گندم گوں تھا۔ نرم و نازک چہرے والے اور خوبصورت تھے۔ سر کے بال گھنے تھے اور داڑھی بڑی تھی۔ ان کا دورِ خلافت کچھ دن کم بارہ (۱۲) سال رہا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک سو چھیالیس (۱۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے سولہ (۱۶) احادیث مروی ہیں جن میں بخاری نے آٹھ (۸) اور مسلم نے پانچ (۵) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

یہ حدیث صحابۂ کرام کے زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ ان (صحابۂ کرام) میں قرآن کا سب سے بڑا قاری ہی سب سے بڑا عالم ہوتا تھا نہ کہ مطلقاً (یعنی ہر دور پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا ہے)۔ ایسا ہی مجمع البحار [۱] میں ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن اسلمی رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے لے کر حجاج بن یوسف کی امارت (گورنری) کے دور تک ایک ہی جگہ بیٹھے قرآن کی تعلیم دیتے رہے اور کہتے تھے کہ اس حدیث نے مجھے اس حالت میں بٹھا دیا ہے۔

۱۔ مجمع البحار کے مصنف کے برعکس جمہور علماء نے اس فضیلت کو ہر زمانے کے لئے ثابت قرار دیا ہے۔

marfat.com

(۶۳) قرض کو اچھی طرح ادا کرنے کی فضیلت

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً. رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو ادائیگی میں سب سے اچھا ہے۔

تشریح

قضا سے مراد قضاء الدین (یعنی قرض کی ادائیگی) ہے اور حسنِ قضا یہ ہے کہ اس مقروض کی طرف سے کوئی ایسی چیز یا بات نہ پائی جائے جو صاحبِ حق یعنی قرض دہندہ کو ایذا اور تکلیف کا باعث ہو۔

(۶۴) اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین عمل

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے محبوب اور پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔

تشریح

اِنْ قَلَّ اَیْ اَلْعَمَلُ خواہ وہ عمل تھوڑا ہی ہو اور وہ عمل جو ہمیشہ کیا جائے۔ زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ نفس انسانی اس سے عادی و مانوس ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف دوامِ توجہ حاصل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ تصوف اوراد و وظائف کسی وقت بھی ترک کرنے کو پسند نہیں کرتے جیسا کہ فرائض کو کسی وقت بھی چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔

(۶۵) اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کلمات

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَی اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَأْتَ. رواہ مسلم

ترجمہ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے محبوب (اور

پسندیدہ) کلام یہ چار کلمات ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. ان میں سے جس سے بھی شروع کرو کوئی حرج نہیں۔

راوی: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بصرہ کے والی (گورنر) تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک تئیس (۱۲۳) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی سات احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے ایک حدیث اور مسلم نے چار احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

یہاں کلام سے مراد انسان کا کلام ہے۔ جیسا کہ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اَفْضَلُ الذِّکْرِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. ۔ اللہ کی کتاب کے بعد سب سے افضل سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. ہے اور یہ چار کلمات اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس لئے کہ یہ ذکر کی تمام انواع واقسام تنزیہہ، تحمید، توحید اور تمجید پر مشتمل ہیں۔

اور یہ جو فرمایا مَا یَضُرُّکَ بِاَیِّهِنَّ بَدَاْتَ (کہ تم جس سے بھی شروع کرو کوئی حرج نہیں) اس کی وجہ یہ ہے کہ مقصود اس نظم (وترتیب) پر موقوف نہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے طور پر ایک مستقل کلمہ ہے۔ تاہم اہل تحقیق کا کہنا ہے کہ زیادہ مناسب اور بہتر یہ ہے کہ اس نظم وترتیب کی رعایت کی جائے کیونکہ معارفِ الٰہیہ میں درجہ بدرجہ ترقی کرنے والا سب سے پہلے اللہ کو تنزیہہ سے پہچانتا ہے۔ یعنی سب سے پہلے اللہ کی معرفت تنزیہہ سے حاصل کرتا کہ اللہ کی ذات ہر اس وصف اور چیز سے پاک ہے جو نقصان کی موجب ہو۔ یعنی جس سے اس کی ذات میں کوئی نقص پایا جائے۔ (بالفاظ دیگر تنزیہہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کو ہر نقص سے پاک سمجھنا)۔ پھر تحمید کے ذریعے صفات ثبوتیہ (یعنی ایجابی صفات) کا تحقق کرنا یعنی ایسی ایجابی صفات کے ساتھ جو مستحق حمد ہوتی ہیں۔ (جن کے ذریعے وہ حمد کا مستحق ٹھہرتا ہے)۔ پھر اس

marfat.com

کے بعد اس کی یہ شان سامنے آتی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری ہستی الوہیت کی مستحق نہیں۔ (یہی توحید ہے)۔ اسی سے اس پر یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور سب سے عظیم ہے اور یہی تمجید ہے۔

(۶۶) سچے خواب دیکھنے والے کی نشانی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْـرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُكُمْ رُؤْيًا اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ سچے خواب (دیکھنے) والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ سچی بات (کہنے) والا ہے۔

تشریح

دوسرا اصدق یعنی اصدقکم حدیثا مبتدا ہے یعنی اصدقکم رؤیا خبر ہے امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ اپنے اطلاق پر ہے اور کسی شرط سے مقید نہیں، جبکہ قاضی نے بعض علماء کی یہ رائے بیان کی ہے کہ ایسا آخری زمانے میں علماء کی موت (اور ختم ہو جانے) کے وقت ہوگا تو یہ امر (یعنی سچی خوابیں) لوگوں کے لئے اس گم شدہ نعمت (یعنی علماء) کے فوت اور ختم ہو جانے کا عوض بن جائے گا اور پہلی توجیہ زیادہ ظاہر اور واضح ہے۔

marfat.com

(٦٧) نماز سب سے افضل عمل

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّلٰوٰتِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ .

رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل (حصہ) نماز (کا) طولِ قیام ہے۔

تشریح

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے احوال میں سب سے افضل طولِ قیام ہے۔
حضرت امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہا اللہ نے اس حدیث سے اس (مسئلہ) پر استدلال کیا ہے کہ دن ہو یا رات کثرتِ سجود سے طولِ قیام افضل ہے۔ جبکہ بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ دن (کے وقت) میں کثرتِ سجود افضل ہے کیونکہ جس نے نبی ﷺ کی رات کے وقت نماز کا وصف (یا حال بیان کیا) تو اس نے طولِ قیام کا وصف بیان کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے کہا وہ فعل ہے جبکہ قول (منطوق) اولیٰ درجہ ہوتا ہے۔ (یعنی سنت فعلیہ سنت قولیہ سے اولیٰ ہوتی ہے۔)

(٦٨) قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ

marfat.com

النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِى الدِّمَاءِ ۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں (انسانوں) کے درمیان سب سے پہلے خون (کے معاملات) کا فیصلہ کیا جائے گا۔

راوی: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ابتدائی دور میں مکہ میں اسلام لائے اور دو ہجرتیں کیں اور دو قبلوں کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک سو اڑتالیس (۱۴۸) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ایک سو بیس (۱۲۰) احادیث مروی ہیں، جن میں سے بخاری نے اکیس (۲۱) اور مسلم نے پینتیس (۳۵) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

قیامت کے دن خون کے حقوق کے ساتھ (حساب کتاب کی) ابتداء کرنا ان کی اہمیت اور ان کے معاملہ کی عظمت پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ قتل وخون ریزی انسانیت کی بنیادوں کے انہدام کا باعث ہے اور اسی لئے کفر کے بعد قتل سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہے۔ اس حدیث کو حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارک اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلٰوةٌ کہ (قیامت کے دن) بندے کا (سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں حساب ہوگا وہ نماز ہے) کے مخالف نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا (معاملہ) بندے اور اس کے رب کے درمیان ہے (یعنی اس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے) جبکہ مذکورہ بالا حدیث بندوں کے باہمی معاملہ کے بارے میں ہے۔ یعنی اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے)

marfat.com

(۶۹) ہر نشہ آور چیز حرام

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مشروب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔

تشریح

اہل علم میں سے جس نے اس مشروب کے بالقوۃ نشہ لانے کی صلاحیت کو معتبر سمجھا اس نے شراب مثلث کو ممنوع قرار دیا اور جس نے نشہ آوری کی بالفعل صلاحیت کا اعتبار کیا جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ ہیں تو انہوں نے اس (قلیل مقدار) کو ممنوع اور (حرام) قرار نہیں دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی شراب کی قلیل مقدار غیر مسکر ہوتی ہے یعنی نشہ آور نہیں ہوتی اور جہاں تک خمر کی قلیل مقدار کا تعلق ہے تو وہ حرام ہے۔ خواہ وہ بالفعل یعنی عملی طور پر نشہ پیدا نہ کرے۔ کیونکہ اس کی حرمت کا حکم منصوص علیہ ہے۔ یعنی اس کی حرمت کے بارے میں نص قرآنی موجود ہے۔

(۷۰) ہر انسان جواب دہ ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر کوئی راعی (نگران) ہے اور ہر ایک اپنی رعیت (زیرِ اثر و زیر نگرانی لوگوں) کے بارے میں جواب دہ ہے۔ (یعنی ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔)

تشریح

راعِ رعایۃ سے اسم فاعل ہے اور رعایت، حفاظت کو کہتے ہیں۔ یعنی تم میں سے ہر ایک پابند اور ذمہ دار ہے، اگر وہ حاکم ہے تو عدل کے تقاضوں کی حفاظت اور انہیں پورا کرنے کا اگر وہ محکوم ہے تو جرم نہ کرنے کا پابند ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے یعنی جس کی حفاظت اس کے ذمہ ہے اس کے بارے میں قیامت کے دن جواب دہ ہوگا اور اس سلسلے میں اس سے پوچھ گچھ ہوگی۔

(۱۷) تصویر سازی کی مذمت

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مُصَوِّرٍ فِی النَّارِ۔ متفق علیہ

marfat.com

ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مصور (تصویر بنانے والا) جہنمی ہے۔ دوزخ میں جائے گا۔

تشریح

یہ حدیث اس امر کا ثبوت ہے کہ تصویر (بنانا) حرام ہے۔ بلکہ اس کے لئے قتل کے بارے میں پائی جانے والی وعید سے بھی بڑی وعید فرمائی گئی ہے۔ تو یہ (وعید) مستحل یعنی تصویر کو حلال سمجھنے والے پر محمول ہوگی یا تصویر ساز کے دائمی عذاب کے استحقاق پر۔ اور ممنوع و حرام ذی روح (یعنی جاندار) کی تصویر ہے اور جہاں تک غیر ذی روح (غیر جاندار) کی تصویر کا تعلق ہے تو اس میں رخصت دی گئی ہے۔ اگرچہ وہ بھی مکروہ ہوتی ہے۔ اس حیثیت سے کہ اس نے لایعنی شغل اختیار کیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ذی روح (جاندار) کا سر کاٹا ہوا ہو تو اس کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۷۲) ہر نیکی صدقہ ہے

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔

marfat.com

تشریح

معروف کی تعریف ہے ما عرفت فیہ رضاء اللہ یعنی ہر وہ کام جس سے اللہ کی رضا کا پتہ چلے۔ معروف (نیکی) کا ثواب صدقہ کے ثواب کی طرح ہے اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ معروف کی کوئی چیز (قسم) اللہ تعالیٰ کے ہاں حقیر نہیں ہوتی جیسا کہ صدقہ کی کوئی چیز حقیر نہیں ہوتی۔

(۷۳) نیکی حُسنِ خلق کا نام

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت نوّاس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی حسن خلق (کا نام) ہے۔

راوی: نواس بن سمعان نوّاس نون کی فتح (زبر) واؤ کی تشدید (ّ) اور سین مہملہ (نقطوں کے بغیر کے ساتھ ہے اور سمعان سین مہملہ کی کسر (زیر) اور میم کے سکون (جزم) کے ساتھ ہے۔ شام میں سکونت اختیار کی اور انہی میں یعنی (اہلِ شام ہی میں) شمار کئے جاتے ہیں۔ مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سترہ (۱۷) احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے تین احادیث مسلم نے الگ تخریج کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

marfat.com

تشریح

بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بِرّ (نیکی) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ. (نیکی حُسنِ خُلق کا نام ہے) جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعمال و آداب میں اتباع (اور پیروی) کو کہتے ہیں۔

(۷۴) گھوڑوں میں برکت

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَرَكَةُ فِیْ نَوَاصِی الْخَيْلِ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔

تشریح

برکت سے مراد کثرت خیر (یعنی بھلائی کی کثرت) ہے اور فِیْ نَوَاصِی الْخَیْل (گھوڑوں کی پیشانیوں سے مراد ہے ان کی ذات میں۔ (یعنی گھوڑے بذات خود باعث برکت ہیں) خطابی کا قول ہے کہ بعض اوقات ناصیہ میں ذات کا کنایہ پایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ فلان مبارک الناصیہ ای ذاتہ کہ فلاں شخص مبارک پیشانی والا ہے یعنی مبارک ذات والا ہے۔ گھوڑوں میں برکت اس لئے رکھی گئی ہے

marfat.com

کہ ان سے جہاد (کا شرف) حاصل ہوتا ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور جہاں تک اس سلسلے میں دوسری حدیث کا تعلق ہے اور وہ یہ کہ اَلتَّشُوْمُ یَکُوْنُ فِی الْفَرَسِ (یعنی گھوڑوں میں تشوم یعنی بد قسمتی پائی جاتی ہے) تو یہ وعید ایسے گھوڑوں کے بارے میں ہے جو کہ جہاد کے لئے تیار نہیں کئے جاتے۔

(۵۷) مسجد میں تھوکنا گناہ ہے

وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا. متفق علیه

ترجمہ: انہی یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے۔

تشریح

اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ سے مراد ہے اِلْقَاءُ الْبُزَاقِ فِیْ اَرْضِ الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کی زمین یا مسجد کے فرش اور اس کی دیواروں پر تھوک گرانا گناہ ہے پھر اگر اس کی ضرورت ہو تو اپنے کپڑے میں تھوکے۔ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔ یعنی جب اس گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے مسجد کی مٹی میں دفن کر دے، اگر مٹی موجود ہو اور اگر نہ ہو تو اسے وہاں یعنی مسجد کے فرش سے نکال کر باہر پھینک دے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اس کو مطلقاً یعنی ہر صورت میں وہاں سے نکال دینا ہے۔

marfat.com

(۷۶) شیطانوں کے باجے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھنٹیاں شیطان کے مزامیر (باجے) ہیں۔

تشریح

جرس اس گھنٹی کو کہتے ہیں جو کہ جانوروں کے اوپر (یعنی ان کے گلے میں) لٹکائی جاتی ہے۔ یہاں مفرد کے ذریعے جمع کی خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے مفرد کلمۂ جرس سے جرس کی جنس مراد لی گئی ہے۔ اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اس کی آواز ذکر وفکر سے ہٹانے والی ہوتی ہے۔ مروی ہے کہ ایک لڑکی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اس کے پاؤں میں گھنگرو تھے۔ اسے دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس فرشتوں کو جدا کرنے والی کو میرے ہاں سے نکال دو۔ اس حدیث میں جرس کو حاصل کرنے کی کراہت پر دلالت بھی پائی جاتی ہے۔

(۷۷) حیا سراسر نیکی ہے

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا سراسر بھلائی ہوتی ہے۔

راوی: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اہلِ علم صحابہ میں سے تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی حتیٰ کہ وہیں وفات پائی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو اسی (۱۸۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے اکیس (۲۱) احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے چار (۴) اور مسلم نے نو (۹) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

اس کی وجہ یہ ہے کہ حیاء کا مبدا انکسار ہے جو کہ انسان کے اندر اس خوف سے پیدا ہوتی ہے کہ کہیں اسے قباحت کی طرف منسوب نہ کر دیا جائے اور اس حیا کا نتیجہ برائی کو چھوڑ دینا ہے۔ (یعنی حیا کے نتیجے میں انسان برائی چھوڑ دیتا ہے) اور یہ حیا سراسر بھلائی ہے۔

(۷۸) دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ. رواہ مسلم

marfat.com

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافروں کے لئے جنت۔

تشریح

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ (دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے) آخرت میں جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں جو اس کے لئے تیار کی گئی ہیں۔ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ (اور کافر کے لئے جنت) آخرت میں دوزخ کے مقابلے میں جو ان کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور یہ قول بھی آیا ہے کہ مومن کو حرام خواہشات سے منع کیا گیا ہے۔ اس طرح گویا وہ قید خانہ میں ہے جبکہ کافر کا معاملہ اس کے برعکس ہے تو گویا یہ (دنیا) اس کے لئے جنت ہے۔ حکایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ کا جب وصال ہوا۔ ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ داؤد قید سے آزاد ہو گیا۔

(۷۹) تین سانسوں میں پینے کے فوائد

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشُّرْبُ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَنْفَاسٍ اَمْرَءُ وَ اَشْفٰی وَ اَشْتَھٰی وَ اَبْرَءُ۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین سانسوں میں پینا زیادہ سیر کرنے والا،

marfat.com

زیادہ شفا دینے والا، زیادہ بھوک لگانے والا اور زیادہ پیاس مٹانے والا ہے۔

تشریح

ہر سانس پیالہ (برتن) کے باہر لیا جائے کیونکہ (حدیث میں) برتن کے اندر سانس لینے کی ممانعت آئی ہے۔ اَمرَءُ سے مراد ہے اکثر مرئیا فی المعدہ یعنی معدہ کو زیادہ سیراب کرنے والا اور اَشفٰی یعنی زیادہ شفا دینے والا۔ اس مرض سے جو کہ ایک ہی سانس میں پینے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اَبرَءُ کے معنی ہیں اکثر براۃ و نجاۃ من الم العطش یعنی پیاس کی تکلیف سے زیادہ رہائی اور نجات دینے والا۔

(۸۰) قیامت کے دن سورج اور چاند کی حالت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔

تشریح

مُكَوَّرَان کا معنیٰ ہے **یلفان** یعنی لپیٹ دیئے جائیں گے یا اس کا معنی ہے کہ ان کی روشنی لپیٹ دی جائے گی اور وہ جاتی رہے گی۔ یعنی ختم ہو جائے گی۔ یا اس کا

marfat.com

معنیٰ ہے کہ وہ اپنے فلک سے گرا دیئے جائیں گے اور ان کے ساتھ ایسا ان لوگوں کی توبیخ (ڈانٹ) کے طور پر کہا گیا ہے جو ان کی عبادت کرتے رہے۔ اور یہ قول بھی آیا ہے کہ ان دونوں (سورج اور چاند) کی تخلیق چونکہ آگ سے ہوئی ہے اس لئے وہ اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔

(۸۱) کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلشُّوْنِیْزُ فِیْهِ دَوَاءٌ مِنْ كُلِّ دَآءٍ اِلَّا السَّامَ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کلونجی میں ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے۔

تشریح

ماذری نے کہا کہ یہ (خوشخبری) ٹھنڈی بیماریوں کے بارے میں ہے کیونکہ کلونجی گرم ہوتی ہے۔ قاضی کا قول ہے کہ یہ عام ہے (یعنی کسی مخصوص قسم کی بیماریوں کے بارے میں نہیں بلکہ تمام بیماریوں کے بارے میں ہے) کیونکہ یہ بعید از قیاس نہیں کہ گرمی کا گرمی سے علاج بالخاصیت ہوتا ہے۔ گرم بیماری کا علاج ایسی چیز سے کیا جاتا ہے جس کی خاصیت گرم ہو یا یہ کہ کلونجی کبھی تو مرکب صورت میں اور کبھی مفرد صورت میں ہر بیماری کے لئے مفید و نافع ہوتی ہے اور اس کے بہت سے فوائد (منافع) ہیں کہ اپھارے کو دور کرتی ہے، کیڑوں کو مارتی ہے۔ زکام اور دردِ سر میں مفید ہوتی ہے اور دیگر

marfat.com

امراض جن کا کتبِ طب میں ذکر پایا جاتا ہے۔ اِلَّا السَّامَ ای الموت یعنی سوائے موت کے کیونکہ موت آجاتی ہے تو اس کی کوئی دوا نہیں ہوتی۔

(۸۲) روزہ ڈھال ہے

وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ. متفق علیه

ترجمہ: انہی (یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے ڈھال (ہوتے) ہیں۔

تشریح

جُنَّةٌ جیم کی پیش کے ساتھ ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ روزہ اجرِ عظیم کا باعث ہونے کی بناء پر جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ (یعنی دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے ڈھال ہے) اور کسرِ شہوت (شہوت کو توڑنے) کے باعث گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔

(۸۳) طاعون کی موت شہادت

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِکُلِّ مُسْلِمٍ. متفق علیه

marfat.com

ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاعون (کی موت) ہر مسلمان کے لئے شہادت (کا درجہ رکھتی) ہے۔

تشریح: اس سے مراد یہ ہے کہ سَبَبٌ لِکَوْنِ الْمَیِّتِ شَهِیْدًا یعنی طاعون مسلمان میت کے لئے شہادت کا باعث ہے۔

(۸۴) ظلم قیامت کے دن کا اندھیرا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے دن اندھیروں (سختیوں) کی شکل اختیار کرلے گا۔

تشریح

ظلمات سے مراد شدائد (سختیاں اور تکالیف) ہیں جیسا کہ اس ارشادِ باری تعالیٰ: قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (کہہ دیجیے کہ تمہیں خشکی اور تری کی

marfat.com

ظلمات یعنی شدائد سے کون نجات دیتا ہے) کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ ظلمات سے مراد شدائد (یعنی سختیاں اور تکالیف) ہیں ۔جس کا مطلب یہ ہے کہ ظلم ظالم سختیوں اور تکالیف کا سبب ہے۔اور یہ بھی جائز ہے کہ یہاں اس ظلم کا حقیقی معنیٰ مراد ہو۔اس طرح ظلم، ظالم کے ظلمت (اندھیرے) میں باقی رہنے کا سبب ہوگا اور اسے جنت کی طرف راستہ دکھائی نہیں دے گا۔جبکہ مؤمنین کے دائیں ہاتھوں کے آگے نور دوڑ رہا ہوگا۔

(۸۵) فتنہ وفساد میں عبادت کی فضیلت

وَعَنْ مَعْقِلُ بِنْ يَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِبَادَةُ فِی الْهَرَجِ كَهِجْرَةٍ اِلَیَّ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرج (یعنی فتنہ وفساد کے زمانے) میں عبادت (کرنا) ایسا ہی ہے جیسا کہ میری طرف ہجرت کرنا۔

راوی: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے بیعتِ رضوان میں شرکت کی اور بصرہ جا کر سکونت اختیار کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی ۔ انہوں نے نبی ﷺ سے چونتیس (۳۴) احادیث روایت کی ہیں ۔ صحیحین میں ان کی چار احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے ایک اور مسلم نے دو حدیثیں الگ الگ تخریج کی ہیں۔

marfat.com

تشریح

ہرج سے مراد فتنوں اور لوگوں کے امور و معاملات کے گڑبڑ ہو جانے کا زمانہ ہے ۔ کھجرۃٍ الیَّ (میری طرف ہجرت کی طرح ہے) سے مراد کثرتِ ثواب میں ہجرت کی طرح ہے۔ یا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں مہاجر بہت کم ہوتے تھے، کیونکہ اکثر لوگ اس کی قدرت واستطاعت نہیں رکھتے تھے۔ اسی طرح ہرج (یعنی فتنہ وفساد) کے دور میں عابد یعنی عبادت کرنے والے بھی کم ہوں گے۔

(۸٦) سیاہ کتا شیطان ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْکَلْبُ الْاَسْوَدُ شَیْطَانٌ.

رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔

تشریح

اس کی وجہ یہ ہے کہ سیاہ کتا، کتوں میں سے سب سے زیادہ حقیر اور سب سے زیادہ خبیث ہوتا ہے۔ اس کا نفع سب سے کم اور وہ سب سے زیادہ سست ہوتا ہے۔ اسی لئے امام احمد کا قول ہے کہ سیاہ کتے کے ساتھ شکار جائز نہیں۔

marfat.com

(۸۷) اچھی بات صدقہ ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھی بات (اچھا کلام) صدقہ ہے۔

تشریح: یعنی اس سے صدقہ کے ثواب جیسا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

(۸۸) مؤمن باغیرت ہوتا ہے

وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یَغَارُ وَاللّٰهُ اَشَدُّ غَیْرًا. رواہ مسلم

ترجمہ: انہی (یعنی حضرت ابوہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن غیرت کھاتا ہے اور اللہ سب سے زیادہ غیرت کرنے والا ہے۔

marfat.com

تشریح: غَیراً غین کی فتحہ (زبر) کے ساتھ اور یا کے سکون (جزم) کے ساتھ ہے۔

اہل لغت کا کہنا ہے غیر اور غیرت ایک ہی معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں۔

(۸۹) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ . متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ظلم کے لئے دوسروں کے سپرد کرتا ہے۔

تشریح

لا یظلمہٗ یعنی لاینبغی لہٗ ان یَظلمہٗ اسے نہیں چاہیئے کہ اس پر ظلم کرے ولا یُسلمہٗ باب افعال سے ہے (اسلم، یُسلمُ اسلاماً) اور اس میں ہمزہ سلب کے لئے ہے یعنی لایزیل سلمہ اس کا امن وسلامتی زائل نہیں کرتا۔ جوہری کا قول ہے کہ السَّلم سین کی فتحہ (زبر) اور اس کی کسر (زیر) کے ساتھ (دونوں طرح آتا ہے) اور اس کا مطلب صلح وسلامتی ہے۔ یہ مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔

marfat.com

(۹۰) محبوب لوگوں کا ساتھ ملنا

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جس نے ایک قوم یا گروہ کو محبوب رکھا مگر اس میں شامل نہ ہوا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (انسان اسی کے ساتھ شمار ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے) یعنی جس نے کسی قوم یا گروہ کے ساتھ اخلاص سے محبت کی وہ انہی کے زمرہ میں شامل ہوتا ہے۔ خواہ ان جیسے عمل نہ کرے۔ کیونکہ ان کے دلوں کے درمیان تقارب (باہمی قرب) پایا جاتا ہے یا ان کے دل ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں اور بسا اوقات یہی محبت ان کی موافقت یعنی ساتھ دینے یا پیروی کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔

تو اس حدیث میں صالحین اور اخیار (نیکوکار حضرات) سے محبت کی ترغیب پائی

marfat.com

جاتی ہے۔ اس امید کی بناء پر کہ ان سے محبت کرنے والا بالآخر ان میں شامل ہو جائے گا، اور دوزخ سے رہائی پالے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مسلمان کبھی اتنے زیادہ خوش نہیں ہوئے جتنے اس حدیث سے خوش ہوئے۔

(۹۱) شکرِ خداوندی کی علامت

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا. متفق علیه

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

تشریح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ نبی ﷺ کے قدمانِ مبارک (رات کو) نماز میں (طویل) قیام سے متورم ہو گئے ہیں (یعنی سوج گئے ہیں) تو بارگاہِ رسالت میں عرض کیا اتکلّف هذا آپ ایسا کر کے اپنی جان کو اس قدر مشقت میں کیوں ڈالتے ہیں؟ وقد غفرلک اللّٰہ ما تقدّم من ذنبک وما تأخر (جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے ہیں) تو حضور ﷺ نے فرمایا افلا اکون عبدا شکورا تو (کیا میں اللہ کا) بہت زیادہ شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ شکورا کا مطلب ہے مبالغاً فی شکر ربی یعنی اپنے رب کا بہت زیادہ شکر ادا کرنے والا۔

marfat.com

(۹۲) سوءِ ظن سے بچو!

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (سوء) ظن (یعنی بدگمانی) سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہوتی ہے۔

تشریح

اس حدیث میں ظن سے مراد سوءِ ظن (بدگمانی) ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں)۔ امام نووی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ (گمانِ بد) ہے جس پر گمان کرنے والا قائم اور برقرار رہے نہ کہ وہ جس کا صرف خطرہ دل میں گزرے اور ختم ہوجائے۔ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ (کیونکہ ظن سب سے جھوٹی بات ہے) میں حدیث سے مراد حدیثِ نفس ہے۔ یعنی دل کی بات۔ کیونکہ یہ شیطان کے القاء سے پیدا ہوتی ہے۔

(۹۳) مظلوم کی بددعا سے بچو!

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَدَعْوَةَ

marfat.com

الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مظلوم کی دعا (بد) سے بچو خواہ وہ کافر ہی ہو۔

تشریح

اِيَّاكُمْ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ (یعنی مظلوم کی بددعا سے بچنے کی تلقین اس لئے کی گئی ہے کہ مظلوم کے دل میں ظلم کی بناء پر بڑی قوی تأثیر پائی جاتی ہے تو وہ بہت زیادہ آہ و زاری کرنے والا ہو جاتا ہے اور یہی تضرع اس کی دعا کی قبولیت میں زیادہ ممد و معاون ثابت ہو جاتی ہے۔ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا (اگرچہ وہ مظلوم کافر ہی ہو) اگر تم کہو کہ اس سے تو یہ مفہوم نکلتا ہے کہ کافر کی دعا بھی معتبر ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ (کہ کافروں کی دعا تو آوارہ گمراہی رہتی ہے) یعنی بارگاہِ خداوندی میں نہیں پہنچ سکتی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت آخرت میں ان کی دوزخ سے نجات کی دعا کے بارے میں ہے (کہ وہ شرفِ قبولیت حاصل نہیں کرتی) لہٰذا اس سے دنیا میں ان (کافروں) کی دعا کے مقبول نہ ہونے کا مفہوم نہیں نکلتا۔

(۹۴) کاروبار میں زیادہ قسمیں کھانا

وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَاِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ. رواه مسلم

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیع میں زیادہ حلف اٹھانے سے بچو کیونکہ اس سے بیع تو ہو جاتی ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔

راوی: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن ربعی انصاری تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فارس یعنی گھوڑوں کے رکھوالے تھے۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں ۵۴ ہجری میں وفات پائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں حصہ لیا۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو ستر (۱۷۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی اکیس احادیث مروی ہیں، جن میں سے بخاری نے دو (۲) اور مسلم نے آٹھ (۸) الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةُ الْحَلْفِ فِي الْبُيْعِ (بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو) فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ۔نفق، بابِ تفعیل سے فعل مضارع ہے ای یروج البیع یعنی یہ زیادہ حلف اٹھانا سودا تو کرا دیتا ہے۔ ثُمَّ يَمْحَقُ حرف مضارع کی فتحہ (زبر) کے ساتھ ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ یذھب برکتہ۔ یعنی اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔

(۹۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم حوضِ کوثر پر

وَعَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

متفق علیہ

marfat.com

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حوض (کوثر) پر تم سے پہلے وارد ہونے والا ہوں۔

راوی

حضرت جریر رضی اللہ عنہ اس سال اسلام لائے جس سال نبی اکرم ﷺ نے وصال فرمایا۔ حضرت جریر کا اپنا بیان ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے وصال سے چالیس دن پہلے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں سے پھر منتقل ہوئے اور وہیں ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک سو احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی پندرہ احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے ایک اور مسلم نے چھ احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

اس حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ (میں حوض پر تمہارا فرط یعنی پیش قدمی کرنے والا ہوں گا۔ فَرَط دو فتحوں (زبروں) کے ساتھ ہے (جو فا اور را پر ہیں) اس سے مراد ہے حوض کی اصلاح و درستی کے لئے وہاں سب سے پہلے وارد ہونے والا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی امت سے حوض (کوثر) پر سبقت کرنے والا ہوں گا۔ یعنی اپنی امت سے پہلے حوضِ کوثر پر پر وارد ہوں گا اور میں گویا ان کی خاطر حوضِ کوثر کو مہیا کرنے والا ہوں گا۔

(۹۶) ستّر ہزار بغیر حساب کے جنت میں

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْ خُلُوْنَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعُوْنَ الْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ. رواه مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت سے ستر ہزار بغیر حساب کے (جنت میں) داخل ہوں گے۔

تشریح

سَبْعُوْنَ الْفًا (ستر ہزار) میں الفا سے مراد اَلْف زُمْرَةٍ (ستر ہزار گروہ) ہیں۔ اس کا قرینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک میں پایا جاتا ہے۔ زُمْرَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ وَالَّتِىْ تَلِيْهِ فِى الدُّخُوْلُ يَكُوْنُ عَلٰى اَضْوَاءِ الْكَوَاكِبِ (ان میں سے ایک زمرہ یعنی گروہ چاند کی صورت پر ہوگا) اور اس کے بعد جو گروہ (جنت میں) داخل ہوگا، وہ ستاروں کی روشنیوں کا حامل ہوگا۔ یعنی ان کے چہرے ستاروں جیسے روشن ہوں گے۔

(۹۷) مالِ مدفون سانپ بن جائے گا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ بن جائے گا۔

تشریح

کنز مالِ مدفون (یعنی ایسا مال جن کو دفن کر کے بچا کر رکھا ہوتا ہے اور یہاں کنز سے وہ مال مراد ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو اور شجاع اقرع سے مراد نر سانپ ہے جس کے بہت زیادہ زہر کی وجہ سے سر کے بال اتر گئے ہوں۔

(۹۸) شہید کا ہر گناہ بخش دیا جائے گا سوائے قرض کے

عَنْ عَبْدُاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُغْفَرُ لِلشَّہِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّیْنَ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کا ہر گناہ بخش دیا جائے گا سوائے قرض کے۔

تشریح

اس سے مراد تمام حقوق العباد ہیں، جن کا تعلق بندوں کے اموال، دماء (خون) اور اعراض (یعنی عزتوں) سے ہے۔ کیونکہ یہ شہادت سے معاف نہیں ہوں گے۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایسا خشکی کے شہید کے بارے میں ہے (یعنی جس کی شہادت خشکی یا

marfat.com

زمین پر ہوئی ہو) کیونکہ امام ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بحری شہید (یعنی جس کی شہادت پانی پر یا سمندر میں ہوئی ہو) کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور دین یعنی قرض بھی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دائن (قرض دار) جو کہ جنت (میں داخلہ) سے اس وقت تک روکا جائے گا جب تک کہ قصاص واقع نہ ہو یعنی اس کا معاوضہ نہ دیا جائے، وہ ہے کہ جس نے اس مال کو جو اس نے قرض لیا ہے جس نے قرض کو بے وقوفی (سفہ) اور اسراف میں خرچ کیا، مگر جس نے کسی واجب حق کے سلسلے میں قرض لیا اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کرے اور اگر (کسی مجبوری سے) اسے ادا نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس قرض خواہ کی رضامندی سے اس کی طرف سے ادا کر دے گا جیسا کہ امام ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے۔ اس کا متن یہ ہے۔

اِنَّ الدَّائِنَ يُقْرِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا مَنْ يُدِيْنُ فِيْ ثَلٰثِ رِجَالٍ رَجُلٌ تَضْعَفُ قُوَّتُهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَتَدَيَّنُ يَتَقَوّٰى بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَرَجُلٌ مَاتَ عِنْدَهٗ مُسْلِمٌ فَلَا يَجِدُ مَا يُجَهِّزُهٗ بِهٖ اِلَّا بِدَيْنٍ وَرَجُلٌ خَافَ عَلٰى نَفْسِهٖ عَزُوْبَةً فَنَكَحَ خَشْيَةً عَلٰى دِيْنِهٖ كَانَ اللّٰهُ يَقْضِيْ عَنْ هٰؤُلَاۤءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(ترجمہ) قرض خواہ قیامت کے دن قرض کا بدلہ لے گا۔ سوائے اس قرض خواہ کے جس نے تین اشخاص کو قرض دیا ہوگا۔ ایک وہ شخص جس کی قوت وطاقت اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے کمزور ہو رہی ہو اور وہ قرض لے تاکہ اس کے ساتھ اللہ کے دشمن کے خلاف قوت حاصل کرلے اور دوسرا وہ شخص جس کے ہاں کوئی مسلمان مر جائے اور اس کے پاس اس کی تجہیز و تکفین کے لئے کچھ نہ ہو، بجز اس کے کہ وہ قرض لے اور تیسرا وہ شخص جسے اپنے اوپر بدکاری میں پڑ جانے کا ڈر ہو اور وہ اپنے دین کے بارے میں خطرہ محسوس کرتے ہوئے قرض لے کر نکاح کرے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی طرف سے خود قرض ادا کر دے گا۔

marfat.com

(۹۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَنَ اِبْرَاهِیْمُ النَّبِیُّ
عَلَیْهِ السَّلَامُ بِالْقَدُوْمِ ۔ متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم نبی علیہ السلام نے تیسہ سے ختنہ کیا۔

تشریح

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ کیا جبکہ اس وقت آپ کی عمر اسی برس کی تھی۔ اسی طرح مسلم نے روایت کیا ہے۔ قدوم، قاف کے فتحہ (زبر) اور دال کی تخفیف کے ساتھ بڑھئی کے آلہ یعنی تیسہ کو کہتے ہیں۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ملک شام کی ایک جگہ کا نام ہے اور اس میں تخفیف وتشدید دونوں آتی ہیں۔ (یعنی اَلْقَدُوْمُ اور اَلْقَدُّوْمُ دونوں طرح آیا ہے)

(۱۰۰) بھاگ کر جماعت میں شامل ہونا

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جِئْتُ لِلصَّلٰوةِ
وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاکِعٌ فَرَکَعْتُ
دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَیْتُ اِلَی الصَّفِّ فَلَمَّا اَتَمَّ النَّبِیُّ

marfat.com

سَالَ مَنْ فَعَلَ ذَالِکَ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ ۔ رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نماز کے لئے حاضر ہوا جبکہ اس وقت رسول اللہ ﷺ رکوع میں تھے تو میں نے صف کے قریب رکوع کیا۔ پھر صف کی طرف گیا۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کی تو دریافت فرمایا کہ کس نے ایسا کیا ہے؟ عرض کیا میں نے ۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (دین اور عبادت کے معاملے میں) تیری حرص اور شوق کو بڑھائے اور بھاگا نہ کرو۔

راوی: حضرت ابوبکرہ کا نام نفیع بن حارث ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ جنگِ طائف کے دن بکرہ (چرخی) پر گھوڑے سے اترے اور اسلام قبول کیا تو نبی اکرم ﷺ نے بکرہ کے ساتھ ہی آپ کو کنیت عطا فرمادی اور انہیں آزاد کر دیا۔ پس وہ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھے۔ وہ بصرہ میں مقیم ہوئے اور وہیں ۴۹ ہجری میں وفات پائی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک سو بتیس (۱۳۲) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی چودہ (۱۴) احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے پانچ (۵) اور مسلم نے ایک (۱) حدیث الگ تخریج کی ہے۔

تشریح

لَا تَعُدْ عین کے سکون (جزم) اور دال کے ضمہ (پیش) کے ساتھ مروی ہے۔ اس کا معنی ہے لَاتُسْرِعْ فِی الْمَشْیِ اِلَی الصَّلٰوۃِ بَلْ کُنْ عَلَی السَّکِیْنَۃِ فَاِنَّ مَنْ قَصَدَ الصَّلٰوۃَ فَکَاَنَّہٗ فِیْھَا (یعنی نماز باجماعت کے لئے تیزی سے نہ چلو بلکہ

marfat.com

سکون اور وقار سے چلو کیونکہ جو نماز کا ارادہ (قصد) کرتا ہے تو گویا وہ اسی میں شامل ہوتا ہے۔ (یعنی کیفیتِ حضوری میں ہوتا ہے۔ معینی) اور اس کو لَا تَـعُـدُ کو عین کی ضمہ (پیش) اور دال کے سکون (جزم) کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے جس کا معنی لاتفعلُ مِثلَ هذا (یعنی پھر ایسا نہ کرنا) اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا معنی ہے لَا تُبطیٔ حتّٰی تفعَلَ کذا (آئندہ سستی نہ کرنا تاکہ ایسا نہ کرنا پڑے)۔

(۱۰۱) کمزوروں کے صدقے رزق ونصرتِ الٰہی

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَ تُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ .رواه البخاری

ترجمہ: حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری مدد نہیں کی جاتی اور نہ ہی تمہیں رزق دیا جاتا ہے مگر اپنے ضعیفوں اور کمزور لوگوں کے صدقے میں یا تمہاری ان اپنے ضعیفوں اور کمزوروں کی برکت سے ہی مدد کی جاتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔

تشریح۔

یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ تمہیں اپنے دشمنوں کے خلاف (اللہ کی مدد ونصرت) اور رزق فقراء کی برکت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ تو چاہیئے کہ ان کے دلوں کی رعایت کی جائے (یعنی ان کے دلی جذبات کا احترام کیا جائے اور ان کے مطلوب (مقاصد و مطالب) کے حصول کے لئے سعی وکوشش کی جائے۔

marfat.com

(۱۰۲) موسمِ گرما میں نمازِ ظہر

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدْ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ اِنْتَظِرْ قَالَ لِلْمُؤَذِّنِ بِالظُّھْرِ فِی الصَّیْفِ۔ متفق علیہ

ترجمہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھنڈی کرو ٹھنڈی کرو یا فرمایا انتظار کرو۔ یہ ارشاد آپ نے گرمیوں (موسمِ گرما) میں ظہر کی اذان کہنے والے سے فرمایا۔

تشریح: س حدیث کا معنی و مطلب ظاہر ہے۔

(۱۰۳) صدقہ دے کر جہنم سے بچو!

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم (کی آگ) سے بچو! چاہے وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو۔

marfat.com

تشریح: اس کا معنیٰ و مطلب یہ ہے کہ صدقہ کی کوئی چیز کم نہیں ہوتی۔

(۱۰۴) کنجوسی سے بچو!

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شُح (بخل) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں (امتوں) کو ہلاک کر دیا۔

تشریح

اِیَّاکُمْ وَالشُّحَّ (شُح سے بچو!) شُح کسی شخص کا دوسرے کے مال سے بخل ہوتا ہے جبکہ بخل اپنے مال کے روکنے کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بخل مال میں سے ہوتا ہے جبکہ شُح عام ہوتا ہے۔ مال اور غیر مال دونوں میں پایا جاتا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ شُح اشد بخل (یعنی بہت سخت بخل) کو کہتے ہیں اور یہ بھی آتا ہے کہ شُح وہ بخل ہے جو کہ حرص کے ساتھ ہو۔ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ (کیونکہ شح نے تم سے پہلے لوگوں یا امتوں کو ہلاک کر دیا) ان کا ہلاک ہونا شح کے ساتھ معذب (عذاب یافتہ) ہونا ہے۔ یعنی بالفاظ دیگر ان کے ہلاک

marfat.com

ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ شخ کے ساتھ عذاب دیئے گئے تھے۔اور اس بات کا احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ یہ عذاب دنیا میں بھی ہو اور آخرت میں بھی۔

(۱۰۵) تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی

عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِیْنَ التُّرَابَ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعریف کرنے والوں کے مونہوں پر مٹی ڈالو!

راوی: حضرت مقدار بن اسود رضی اللہ عنہ کبار صحابہؓ میں سے تھے۔انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دو سو چالیس (۲۴۰) احادیث روایت کی ہیں۔صحیحین میں ان کی چار احادیث مروی ہیں، جن میں سے ایک متفق علیہ ہے اور باقی مسلم نے تخریج کی ہیں۔

تشریح

یہاں مداحین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایسی تعریفیں کرتے ہیں جو ممدوح میں فی الحقیقت موجود نہیں ہوتیں اور تراب (مٹی) کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے اس کا ظاہری مفہوم مراد ہے (یعنی ان کے منہ میں حقیقتاً مٹی ڈالو)۔اور دوسرا قول

marfat.com

یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کو مدح وتعریف کرنے کے بدلے میں کوئی چیز (یا معاوضہ) نہ دو۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ امر ہے کہ ان کو کچھ مال دے دو تا کہ ان کی زبانیں بند ہوں اور وہ ہجو نہ کرنے لگیں اور اس میں اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ مال فی الواقع مٹی کی طرح حقیر ہوتا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جب ان کی مدح وتعریف سنو تو یاد کرو کہ بیشک تم مٹی سے بنے ہو تو تواضع سے کام لو اور تعجب نہ کرو۔ نووی کا کہنا ہے کہ یہ قول ضعیف ہے۔

(۱۰۶) نیک سفارش باعثِ اجر ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِشْفَعُوْا تُوْجَرُوْا. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نیک) سفارش کرو تم اجر پاؤ گے۔

تشریح

تو جروا جزم کے ساتھ امر (یعنی اشفعوا) کا جواب ہے اور اس میں سببیت کا پایا جانا ضروری ہے اور یہ امر مخفی نہیں کہ مطلق شفاعت (محض سفارش) اجر کا سبب نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ اس امر پر محمول ہے کہ شفاعت یعنی سفارش ایسے افراد کے بارے میں

marfat.com

ہو جو جوائج مشروعہ (یعنی شرعی حاجات) رکھتے ہیں۔ مثلاً دفع ظلم (یعنی کسی مظلوم سے ظلم کے ازالہ کے لئے اور کسی ایسے گناہ وجرم جس میں حد لاگو نہیں ہوتی کے مرتکب افراد کو معاف کر دینے کے بارے میں ہو اور یہ قول بھی آیا ہے کہ اشفعوا کا معنی ہے اِسْعَوْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَۃِ اَخِیْکُمْ یعنی اپنے (مسلمان) بھائی کی حاجت (و ضرورت) کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔

(۱۰۷) اولاد کے درمیان انصاف کرنا

عَنْ نُعْمَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْدِلُوْا فِیْ اَوْلَادِکُمْ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ بَیْنَ اَبْنَائِکُمْ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے بیٹوں کے درمیان۔

راوی: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب نبی ﷺ کا وصال ہوا، ان کی عمر آٹھ سال اور سات ماہ تھی اور وہ ایسے صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے بچپن کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی اور بالغ ہو کر اسے آگے پہنچایا اور (اس کا حقِ تبلیغ) ادا کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو چودہ (۱۱۴) احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں سے بخاری نے چھ (۶) احادیث الگ تخریج کی ہیں۔

marfat.com

تشریح

اس حدیث سے امام احمد اور بعض تابعین نے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ ہبہ کے سلسلے میں اولاد کو ایک دوسرے پر فضیلت دینا حرام ہے جبکہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ روایت ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنے ایک غلام جو میرے پاس ہے ہبہ کر دیا اور اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو ایسا ہی ایک غلام ہبہ کر دیا ہے (یعنی ایک غلام بخش دیا ہے) عرض کیا نہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو صرف حق کی گواہی دیتا ہوں۔

(۱۰۸) تعویذ میں کوئی حرج نہیں

عَنْ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاكُمْ لَابَاْسَ بِالرُّقِیِّ مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ.

رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے تعویز میرے سامنے پیش کرو۔ تعویزوں میں کوئی حرج نہیں، اگر ان میں شرک (کی کوئی بات) نہ ہو۔

marfat.com

راوی: حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے غزوۂ خیبر میں شرکت کی اور یوم الفتح (یعنی فتح مکہ کے دن) ان کے ہاتھ میں قبیلہ اشجع کا جھنڈا تھا۔ انہوں نے شام میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔ مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ستتر (۷۷) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی چھ احادیث مروی ہیں جن میں سے بخاری نے ایک اور باقی مسلم نے الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

رقا، رقیۃ کا جمع ہے اور اس کا معنی معروف ہے (یعنی تعویز) اور یہ ارشاد حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا جب صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم زمانہ جاہلیت میں (اپنے جاہلی بھائیوں کے لئے) تعویز کیا کرتے تھے تو اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

(۱۰۹) راستہ سے تکلیف دِہ چیز کو ہٹانا

عَنْ اَبِیْ بَــرْزَۃَ الْاَسْلَمِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَہٗ حِیْنَ قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِہٖ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابو برزۃ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دہ چیز کو

marfat.com

ہٹا دو۔ یہ ارشاد آپ نے اس وقت فرمایا جب انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے، جس سے مَیں نفع حاصل کروں۔

راوی: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے (وصال کے) بعد خراسان میں جہاد کیا اور ۶۰ ہجری میں مفازہ کے مقام پر جو کہ ہرات اور بجستان کے درمیان ہے وفات پائی۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھیالیس (۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی چھ (۶) احادیث مذکور ہیں، جن میں صحیح بخاری نے دو (۲) اور مسلم نے چار (۴) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ (کہ مسلمانوں کے راستہ سے ہر تکلیف دہ چیز کو ہٹا دو) یعنی پتھر (کنکری) درخت (لکڑی) وغیرہ کوئی بھی ایسی چیز جو ان کی تکلیف اور ایذا کا باعث ہو اس کو راستہ سے دور کر دو۔ یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کے راستہ میں کوئی ایسا کام نہ کرو جو ان کو ایذا پہنچائے مثلاً تخلی (حاجت ضروریہ سے فارغ ہونا یعنی پاخانہ یا پیشاب کرنا) اور مردار کو پھینکنا وغیرہ۔ پہلا معنیٰ زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے یا کسی ایسی بات کی تعلیم دیجئے جس سے میں نفع حاصل کروں اگر آپ یہ کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایمان کے سب سے ادنیٰ شعبہ کے ساتھ کیوں خاص کیا یا انہیں ایمان کے ادنیٰ ترین شعبہ کی خاص طور پر تعلیم کیوں دی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کبار صحابہ میں سے تھے اور ایمان کے اعلیٰ واوسط (درمیانی) شعبوں (درجات) سے پہلے ہی آراستہ و پیراستہ تھے۔ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اس امر پر استدلال کیا جاسکے کہ اعلیٰ شعبہ (ایمان) بطریق اولیٰ زیادہ مفید اور نفع بخش ہوتا ہے۔

marfat.com

(۱۱۰) ہر حال میں عمل کرنے کی تاکید

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِعْمَلُوْا كُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل کرو کہ ہر ایک کے لئے (وہ عمل) آسان بنادیا جاتا ہے جس کے لئے اس کی تخلیق کی گئی ہے۔

تشریح

اس سے مراد جنت اور دوزخ کا عمل ہے (کہ عمل ہی سے اس کی فطری استعداد ظاہر ہوتی ہے)۔ اس کی مثال (اور نظیر) یہ ہے کہ رزق مقسوم ہوتا ہے (یعنی جتنا قسمت میں ہوتا ہے ملتا ہے) مگر اس کے ساتھ ہی کسب (کمائی) کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

(۱۱۱) صف کا قائم کرنا نماز کا حُسن ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقِیْمُوا الصَّفَّ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ. متفق علیہ

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صف قائم (یعنی سیدھی) رکھو کیونکہ صف کا قائم رکھنا نماز کا حسن ہے۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صف قائم کرو یعنی (باجماعت) نماز میں اور اقامتِ صف سے مراد اس کا تسویہ (سیدھا رکھنا) ہے اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد صف کے اندر خلا کو پُر کرنا ہے۔ اور نماز کا حسن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ نماز کے پسندیدہ اور خوبصورت اعمال میں سے ہے۔ اس طرح یہ امر استحباب ہے کے لئے (یعنی صفوں کو قائم کرنا اور سیدھا رکھنا مستحب ہے)

(۱۱۲) کلمہ پڑھنے والوں کی گنتی

وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُکْتُبُوْلِیْ مَنْ یَلْفِظُ بِالْاِسْلَامِ۔ رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کے بارے میں لکھو جو اسلام کا کلمہ پڑھتا ہے۔

marfat.com

تشریح: اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ کَمْ یَلْفِظُ بِالْاِسْلَامِ یعنی مجھے گنتی کر کے بتاؤ کہ کتنے شخص اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں۔

(۱۱۳) لڑکا خدمت کے لئے رکھنا

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِکُمْ یَخْدِمُنِیْ قَالَهُ لِاَبِیْ طَلْحَةَ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے لئے اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کرو جو ہماری خدمت کرے۔ یہ حضور ﷺ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

تشریح

جب حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا (ہمارے لئے اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کرو جو ہماری خدمت کرے) تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔ حضرت انسؓ نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی اور حضور سید المرسلین ﷺ کی خدمت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مال واولاد کی کثرت عطا فرمائی اور ان کی عمر کو طوالت بخشی۔

marfat.com

(۱۱۴) چوہیا نکال کر گھی کا استعمال

وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ قَالَهُ لَمَّا سُئِلَ عَنْ سَمْنٍ وَقَعَتْ فِيْهِ فَارَةٌ۔ رواه البخاری

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو اور اس کے ارد گرد کو باہر نکال دو اور اپنا (بقیہ) گھی کھالو۔ یہ آپ ﷺ نے اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ سے ایسے گھی کے بارے میں دریافت کیا گیا جس میں چوہیا گر گئی تھی۔

راویہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ مروی ہے کہ ان کا ابتدائی نام برّہ تھا اور نبی اکرم ﷺ نے میمونہ رکھ دیا اور وہ دورِ جاہلیت میں مسعود بن عمر ثقفی کے نکاح میں تھیں۔ جب اس نے انہیں طلاق دے دی تو انہوں نے ابو درہم سے نکاح کر لیا۔ جب وہ بھی فوت ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ذی القعدہ ۷ ہجری میں شرف یعنی پہاڑ کی ایک چڑھائی کے مقام پر جو مکہ مکرمہ سے دس (۱۰) میل کے فاصلے پر ہے نکاح کر لیا اور وہیں ۶۱ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بعد کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے چھہتر (۷۶) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان

marfat.com

کی تیرہ (۱۳) احادیث ہیں جن میں سے مسلم نے پانچ (۵) اور بخاری نے ایک حدیث الگ تخریج کی ہے۔

تشریح

یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ وہ مکھن جامد تھا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ اِنْ کَانَ جَامِدًا (اگر وہ جامد ہو)

(۱۱۵) کتنا مال صدقہ کرنا بہتر ہے

وَعَنْ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْسِکْ عَلَیْکَ بَعْضَ مَالِکَ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ قَالَہٗ لَہٗ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس روک رکھو کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ یہ حضور ﷺ نے ان (حضرت کعب رضی اللہ عنہ) سے فرمایا۔

راوی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے (نعت گو) شعراء میں سے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اسی (۸۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی چھ (۶) احادیث مذکور ہیں، جن میں سے بخاری نے ایک (۱) اور مسلم نے دو (۲) حدیثیں الگ الگ تخریج کی ہیں۔

marfat.com

تشریح

حضور ﷺ نے حضرت کعب بن مالک سے فرمایا **اَمۡسِکۡ عَلَیۡکَ بَعۡضَ مَالِکَ** (اپنا کچھ مال اپنے پاس روک رکھو) **فَھُوَ خَیۡرٌ لَّکَ** (کیونکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے) **ھو** کی ضمیر **امسک** کے مصدر امساک کی طرف راجع ہے اور اس کا معنیٰ ہے روکنا۔

یہ ارشاد حضور ﷺ نے ان سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے غزوہ تبوک سے اپنے تخلف (پیچھے رہ جانے اور اس میں شرکت نہ کرنے (کے گناہ) سے توبہ کی اور توبہ قبول ہو جانے پر شکرانے کے طور پر اپنا سارا مال خیرات کر دینا چاہا۔ اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی توبہ (کے قبول ہو جانے) کے شکرانے کے طور پر میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال راہ خدا میں صدقہ کر کے اس سے الگ ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے ان سے تمام مال صدقہ کر دینے کو قبول نہیں کیا کیونکہ آپ ﷺ کے علم میں تھا کہ وہ کامل توکل نہیں رکھتے اور نبی اکرم ﷺ سے مشورہ کرنا بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جبکہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سارا مال صدقہ کر دینے کو قبول فرمالیا تھا کیونکہ آپ کے علم میں تھا کہ وہ کامل توکل رکھنے والے ہیں۔

(۱۱۶) شادی پر ولیمہ کرنے کی تاکید

وَعَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَوۡلِمۡ وَلَوۡ بِشَاۃٍ قَالَہٗ لِعَبۡدِاللّٰہِ ابۡنِ عَوۡفٍ لَمَّا تَزَوَّجَ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

marfat.com

ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری کے ساتھ ہو۔ یہ ارشاد آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے شادی کی۔

تشریح

اَوْلِمْ ولیمہ سے امر کا صیغہ ہے اور یہ اس ضیافت (دعوت) کو کہتے ہیں جو شادی کے موقع پر کی جاتی ہے۔ بعض علماء ظاہر امر کی بناء پر اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ جبکہ اکثر علماء کی رائے ہے کہ ولیمہ مستحب ہے۔ ایک قول کے مطابق ولیمہ شب زفاف کے بعد ہوتا ہے اور دوسرے قول کے مطابق ولیمہ نکاح کے وقت ہوتا ہے جبکہ تیسرے قول کے مطابق ولیمہ دونوں کے بعد ہوتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب نے اس کو مستحب قرار دیا ہے کہ ولیمہ (شادی کے) ساتویں دن ہو جبکہ قولِ مختار یہ ہے کہ یہ شوہر کے حالات کے مطابق ہوگا اور یہ کہنا کہ ولو بشاۃ (خواہ ایک ہی بکری کے ساتھ ہو) قلت کا معنی دیتا ہے۔ ضعیف ہے۔ کیونکہ عربوں کے ہاں بکری کے گوشت کو کم ترین سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے بھی کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا ولیمہ گوشت کے بغیر ہوا تھا۔

ضیافت کی اقسام

کہا گیا ہے کہ ضیافت (دعوتِ طعام) آٹھ قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) ولیمہ شادی کے موقع پر، (۲) خرس، خاء کے ضمہ (پیش) کے ساتھ، ولادت کے موقع پر، (۳) اعذار ہمزہ کی زیر عین مہملہ اور ذال معجمہ کے ساتھ ختنہ کے موقع پر، (۴) وکر تعمیر کے لئے، (۵) نقیعہ استقبال کے موقعہ پر (۶) عقیقہ ولادت کے ساتویں روز (۷) وضیمہ داو کی زبر اور ضاد معجمہ کی زیر کے ساتھ مصیبت کے وقت طعام کے لئے اور (۸) ماذُبہ دال کی ضمہ (پیش) اور با کے

marfat.com

فتحہ (زبر) کے ساتھ اس کھانا کے لئے جو بغیر کسی سبب کے ضیافت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

(۱۱۷) نذر کو پورا کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُوْفِ بِنَذْرِکَ قَالَ لَہُ حِیْنَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اَنْ اَعْتَکِفَ لَیْلَۃً وَ فِیْ رِوَایَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کرو۔ یہ ارشاد حضور ﷺ نے ان سے اس وقت فرمایا جب انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دورِ جاہلیت میں (یعنی اسلام لانے سے پہلے) نذر مانی تھی کہ ایک رات اعتکاف کروں گا اور دوسری روایت میں ہے کہ مسجد حرام (یعنی خانۂ کعبہ) میں۔

تشریح

اس حدیث سے بعض علماء نے کافر کی نذر کی صحت (یعنی صحیح ہونے) پر استدلال کیا ہے جبکہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کافر کی نذر صحیح نہیں کیونکہ کافر ایسے افراد سے نہیں جن پر

marfat.com

عبادت (اور نیکی) شرعاً لازم ہو۔ اور انہوں نے حدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے اس مسئلہ پر استدلال کیا ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے کیونکہ اعتکاف رات کو بھی صحیح ہوتا ہے جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اعتکاف روزہ کے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عالی ہے لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ (اعتکاف روزہ کے بغیر نہیں ہوتا) انہوں نے پیش نظر حدیث میں رات کی تاویل دن سے کی ہے جیسا کہ مسلم کی ایک روایت میں یوماً و لیلۃ (ایک دن اور ایک رات) کے الفاظ بھی آتے ہیں۔

(۱۱۸) تبلیغِ دین کی اہمیت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ. رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے (سن کر) آگے (دوسروں کو) پہنچادو چاہے ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کے بارے میں بھی بیان کرو کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

تشریح

بَلِّغُوْا عَنِّیْ امام طیبی کے نزدیک تبلیغ کا معنیٰ ہے کسی چیز کو جیسا کہ اس نے خود سنا بغیر کسی تغیر و تبدل کے دوسرے تک پہنچادینا۔ وَلَوْ اٰیَۃً (چاہے ایک ہی آیت ہو)

marfat.com

آیت کے معنی علامت (نشانی) کے ہیں اور یہ تکمیل اور مبالغہ کے لئے ہے۔ اگرچہ بیان کی گئی ایک آیت ہی ہو۔ یہاں وَلَوْ حَدِیْثًا (اور خواہ ایک ہی حدیث ہو) نہیں فرمایا۔ کیونکہ حدیث کی تبلیغ کا جواز اس سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ اس کا عدم جواز۔ کیونکہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ یعنی قرآن کو ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)۔ اس کے باوجود اگر آیات کی تبلیغ واجب ہے تو حدیث اولیٰ بالتبلیغ ہے۔ یعنی اس کی تبلیغ بطریقِ اولیٰ ضروری ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے آیاتِ قرآنی کی نقل (وتبلیغ) میں شدتِ اہتمام کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تمام معجزات میں ہمیشہ کے لئے باقی رہے۔

وحَدِّثُوا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (اور بنی اسرائیل کے بارے میں بیان کرو)۔ یعنی ان کے قصوں اور ان میں رونما ہونے والے عجیب وغریب آیات ومعجزات کو بیان کرو۔

وَلَا حَرَجَ (اور اس میں کوئی حرج نہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم ان کو بیان نہ کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور یہ حضور ﷺ کے ارشادِ مبارک حَدِّثُوْا (بیان کرو) سے متعلق ہے اور یہ حکم جواز کے لئے ہے، وجوب کے لئے نہیں جیسا کہ پہلا حکم وجوب کے لئے ہے اور امام تورپشتی نے کہا ہے کہ یہ پہلے بیان ہونے والے حکم کی تاکید کے طور پر ہے اور ان کے اس وہم کو دور کرنے کے لئے ہے کہ شاید بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرنے میں حرج پایا جاتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کے اس فرمان اَمُتَهَوِّکُوْنَ اَنْتُمْ کَمَا تَهَوَّکَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی. (کیا تم بات چیت میں بے احتیاطی کا مظاہرہ کر کے ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والے ہو جاؤ گے جیسا کہ یہود ونصاریٰ ہوئے) ہیں۔ اس سے منع کیا گیا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کے بارے میں روایت کرنے میں تم پر کوئی تنگی نہیں کیونکہ عمل کے لئے ضروری نہیں اور یہ کہ ان کے واقعات کو بیان کرنا تغیر (تبدیلی) کے ساتھ جائز ہے اور اس میں وہ حرج نہیں پایا جاتا جو تبلیغ (آیات) کے سلسلے میں پایا جاتا ہے۔

marfat.com

(۱۱۹) لیلۃ القدر

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

تشریح

اس حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں پائی جاتی ہے۔ تو مؤمن پر لازم ہے کہ وہ ان راتوں میں جاگے یعنی (شب بیداری کرے) اور لیلۃ القدر کو تلاش کرے کیونکہ یہ ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔

(۱۲۰) توبہ واستغفار سنتِ رسول ﷺ ہے

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ رواہ مسلم

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو کہ بیشک میں دن میں ایک سو مرتبہ اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرتا ہوں۔

تشریح

علماء نے حضور ﷺ کے استغفار کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق کہ یہ امت کی تعلیم کے لئے تھا اور دوسرے قول کے مطابق اس سے اللہ تعالیٰ سے خشیت (وخوف) اور اس کی تعظیم کی حالت مراد ہے۔ کیونکہ ملائکہ اور انبیاء اگرچہ عذاب سے محفوظ (و مامون) ہوتے ہیں لیکن ان کا خوفِ (خدا) اجلال اور اعظام (یعنی اللہ کی جلالتِ شان وعظمت و کبریائی کے اعتراف) کے طور پر ہوتا ہے اور حضور ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے استغفار، افتقار اور احتیاج فقر اور عبودیت کے اظہار کے لئے ہوگا۔

ایک لطیف نکتہ

استغفار میں ایک اور لطیف نکتہ بھی پایا جاتا ہے اور وہ حضور ﷺ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبت کی استدعا کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ ہر حال میں استغفار کے کلمات ادا کرتے اور اس سے اپنے رب کی طرف سے محبت کے مستحق قرار پاتے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرتے اور آپ کا قلب اطہر (ہر وقت) مشاہدۂ الٰہی میں مشغول رہتا اور اگر (بتقاضائے بشری) غیر کے ساتھ مشغول ہونے کے باعث اس (مشاہدۂ الٰہی) سے کسی وقت بے خبر ہوتے تو اسے گناہ (ذنب) شمار کرتے اور اس سے استغفار کرتے۔

بعض اہلِ تحقیق نے کہا ہے کہ عبد کو کسی ایک مقام پر قرار نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ

marfat.com

اس سے بلند ہو جاتا ہے۔ پھر پہلے مقام (کی حقیقت) سے مطلع ہو جاتا ہے اور اس کی تصحیح کرتا ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ درجاتِ جلال کی طرف ارتقاء (وعروج) میں انتہائی کمال کے حامل تھے اور جب وہ ہر ساعت ایک نئی حالت کی طرف ارتقاء فرماتے اور پہلی حالت کی کمی کو ملاحظہ فرماتے تو اس سے استغفار کرتے۔ بعض علماء نے اس حدیث کی تاویل سے انکار کیا ہے اور ایسا ادباً کیا ہے کیونکہ کسی کو بھی حضور ﷺ کے خصائص واحوال پر اطلاع نہیں ہے تو وہ بحث کیسے کر سکتا ہے۔ اصمعی سے اس کا معنیٰ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اگر معاملہ نبی ﷺ کے قلبِ اطہر کے علاوہ کسی اور کے دل کا ہوتا تو میں اس کی تفسیر (وتاویل وتشریح) کرتا۔ بلاشبہ اس امام فاضل نے طریقِ ادب پر بہترین روش اختیار کی ہے۔

(۱۲۱) داڑھی کی شرعی حیثیت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَزُّوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو۔ (یعنی بڑھاؤ)

تشریح

جزّوا ازا معجمہ کے ساتھ ہے اور اس کا معنیٰ ہے قصّوا و اقطعوا (یعنی کاٹو) **واعفوا** ہمزہ کی فتحہ (زبر) کے ساتھ ہے اور اس کا معنیٰ ہے ای وفروا ولا تنقصوا یعنی بڑھاؤ اور کم نہ کرو۔ اور لحیٰ لام کے ضمہ (پیش) اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح آتا ہے اور یہ لحیہ کی جمع ہے۔

marfat.com

(۱۲۲) کھانا کھانے کے آداب

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلْمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا نام لو(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھو)اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

راوی: ابو سلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی تھا اور عمر بن ابی سلمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب (پچھلگ) تھے اور ان کی والدہ ام سلمہ کو ام المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ حبشہ میں ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت ان کی عمر نو سال تھی اور اموی خلیفہ عبدالملک کے دور میں مدینہ منورہ کے مقام پر ۸۳ ہجری میں وفات پائی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث حفظ اور روایت کیں۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ (۱۲) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی تین احادیث مروی ہیں جن میں سے دو (۲) متفق علیہ ہیں اور ایک حدیث مسلم نے الگ تخریج کی ہیں۔

marfat.com

تشریح: حضور ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد ایک لڑکے کو فرمایا جو کہ کھاتے ہوئے، سالن کے برتن میں ہاتھ پھیرتا تھا۔

(۱۲۴) آدابِ معاشرت کی تلقین

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فُکُّوا الْعَانِیَ وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُ وَالْمَرِیْضَ۔ رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسیر (قیدی) کو رہائی دلاؤ اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو۔

تشریح

فُکُّوا الْعَانِیَ کا مطلب ہے خَلِّصُو الْاَسِیْرَ مِنَ الْعَدُوِّ یعنی قیدی کو دشمن کے ہاتھ سے رہائی دلاؤ وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُ والْمَرِیْضَ (اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو) یہ سب احکام واجب ہیں۔ جب ان پر بعض لوگ عمل کرتے ہیں تو باقیوں سے وجوب ساقط ہوتا ہے (یعنی واجب کفائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

marfat.com

(۱۲۴) معاملات میں میانہ روی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَارِبُوْا وَ
سَدِّدُوْا ۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاملات میں میانہ روی اختیار کرو اور (انہیں) درست رکھو۔

تشریح

قَارِبُوْا ای اِقْتَصِدُوْا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّهَا سے مراد ہے کہ تمام معاملات میں میانہ روی اختیار کرو۔ وَ سَدِّدُوْا ای اُطْلُبُوْا مِنَ اللّٰهِ فِیْ اُمُوْرِکُمُ السَّدَادَ وَ هُوَا الصَّوَابَ اور سَدِّدُوْا کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام امور و معاملات میں سداد طلب کرو۔ سداد درستی کو کہتے ہیں۔

(۱۲۵) ایک جامع دعا

وَعَنْ طَارِقِ اِبْنِ اَشِیْمِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلِ
"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ

marfat.com

وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔" فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَکَ دُنْیَاکَ وَاٰخِرَتَکَ۔ رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق عنایت فرما کہ یہ (دعائیہ کلمات) تیرے لئے دنیا و آخرت (کے فوائد) کو جمع کر دیتے ہیں۔

راوی: طارق را اور قاف کی زیر کے ساتھ ہے اور اشیم ہمزہ کی فتحہ (زبر) اور شین معجمہ کے سکون (جزم) اور یامثناہ من تحت کی فتحہ (زبر) کے ساتھ ہے۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چودہ احادیث روایت کی ہیں جن میں مسلم نے دو حدیثیں الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشادِ مبارک اس شخص کو فرمایا جس نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں اپنے رب سے سوال (دعا) کروں تو میں کیسے کہوں یعنی کیا کلمات ادا کروں۔

(۱۲۶) قریب المرگ کو کلمہ کی تلقین

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

marfat.com

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مُردوں (یعنی قریب المرگ افراد) کو لا الٰہ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرو۔

تشریح

لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ سے مراد ہے ذَکِّرُوْا مَنْ ھُوَ قَرِیْبٌ اِلَی الْمَوْتِ وَ اذْکُرُوْا عِنْدَہٗ یعنی جو موت کے قریب ہو اسے یاد دلاؤ اور اس کے پاس ذکر کرو لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ تا کہ یہ اس کا آخری کلام ہو۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (جس کا آخری کلام لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اور چاہیئے کہ اس سے یہ نہ کہے کہ کہو۔ لیکن علماء نے اس کی کثرت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ اپنی حالت کی تنگی اور کرب و بے چینی کی شدت میں اسے اپنے دل سے ناگوار سمجھنے لگے اور (اس حدیث میں یہاں امر استحباب کے لئے ہے۔ اور تہلیل (کلمہ طیبہ پڑھنا) پر اس لئے اکتفا کیا گیا ہے کہ یہ مشہور ہے کہ ایمان کے لئے شہادتین (توحید و رسالت) کی شہادتیں ناگزیر ہیں۔

(۱۲۷) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا

marfat.com

اَبَابَکْرٍ یُصَلِّ بِالنَّاسِ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

تشریح: یہ ارشاد حضور ﷺ نے اپنے آخری مرض میں فرمایا۔

(۱۲۸) شریعت میں آسانی پیدا کرنا

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَکِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو اور تسکین دلاؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔

تشریح

یہ ارشاد حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا جب ایک اعرابی (دیہاتی) نے مسجدِ نبوی میں پیشاب کر دیا اور صحابہ کرام نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا۔ اس میں مکارم فضائل اخلاق کے مستحب اور پسندیدہ ہونے کا بیان ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوس کرنے

marfat.com

سے منع کیا گیا ہے۔

(۱۲۹) احد پہاڑ کی فضیلت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احد ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

تشریح

احد کی محبت بطور مجاز بیان کی گئی ہے۔ان کے لئے اپنے پانی اور آب وہوا کی موافقت کی بناء پر۔جیسا کہ محبّ کی محبوب سے موافقت ہوتی ہے یا حذف یعنی ایک لفظ کے محذوف ہونے سے مجاز ہے اور اس سے مراد ہے کہ **يُحِبُّنَا اَهْلُهٗ** اس کے قریب رہنے والے ہم سے محبت کرتے ہیں۔

محققین کا قول ہے کہ یہ بطورِ حقیقت بیان ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں تمیز اور (شعور) اور محبت کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کھجور کے خشک تنے یعنی استنِ حنانہ میں حضور ﷺ کی محبت پیدا کر دی تھی ۔ یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے فراق میں اور آپ کے ساتھ محبت وشوق میں اونٹنی کی طرح بلبلانے لگا اور حضور ﷺ کا فرمان **وَ نُحِبُّهٗ** کہ ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔احد کی محبت کے

marfat.com

صلہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ یہ حق (فرض) ہے کہ جو تم سے محبت کرے تم بھی اس سے محبت کرو۔ اور یہاں اس مقام پر اور بھی بہت سی توجہات ہیں۔ جنہیں میں نے طوالت کے خوف سے حذف کر دیا ہے۔

(۱۳۰) ہر درندہ حرام ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْلُ كُلِّ ذِیْ نَابٍ حَرَامٌ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر کچلیوں والے جانور کا کھانا حرام ہے۔

تشریح

ناب انیاب کا واحد ہے اور یہ اگلے چار دانتوں دو رباعیات کو کہتے ہیں اور ذی ناب سے مراد وہ (جانور) ہے جو بنی نوعِ انسان کے جان و مال کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مثلاً سباع (درندوں) میں سے بھیڑیا اور شیر وغیرہ (ایسے جانوروں کا (گوشت) کھانا حرام ہے۔

(۱۳۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

وَعَنِ الْبَرَّاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَا مِنۡکَ قَالَہٗ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت برّا ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

راوی: حضرت برّا ابن عازب رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں رہائش اختیار کی اور ۱۴ ہجری میں رَی کو فتح کیا اور کوفہ ہی میں حضرت مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پائی۔ مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے تین سو پانچ (۳۰۵) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی تینتالیس (۴۳) احادیث مذکور ہیں جن میں سے بخاری نے دس اور مسلم نے چھ (۶) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پائی جاتی ہے۔

(۱۳۲) نمازِ فجر کی فضیلت

وَعَنۡ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ رَکۡعَتَا الۡفَجۡرِ خَیۡرٌ مِّنَ الدُّنۡیَا وَمَا فِیۡہَا۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

marfat.com

تشریح فجر کی دو رکعتوں سے مراد صبح کی دو سنتیں ہیں اور اس فرمان کہ وہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں، میں ان کے بہت عظیم ثواب کا ذکر ہے۔

(۱۳۳) ساقی سب سے آخر میں

وَعَنِ الْمُغِيْرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا . متفق عليه

ترجمہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوسروں کو پلانے والا سب سے آخر میں پیا کرتا ہے۔

راوی: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے سال اسلام لائے اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ بعد میں کوفہ میں جا کر مقیم ہو گئے اور وہیں ستر (۷۰) سال کی عمر میں ۵۰ ہجری میں وفات پائی جبکہ اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی اور وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے امیر (گورنر) تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان سے بارہ احادیث مروی ہیں اور بخاری و مسلم نے دو دو احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

تشریح

پوری حدیث یوں ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کو (کچھ پانی یا دودھ) پلا رہے تھے۔ صحابہ کرام نے

marfat.com

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ نے خود پی لیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا دوسروں کو پلانے والا سب سے آخر میں پیا کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح بسا اوقات جماعت (دوسروں) کے پس خوردہ کو تناول کرنے کا موقع مل جاتا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی صالح بھی شریک ہو جس کے پس خوردہ سے تبرک (برکت) حاصل کی جا سکے۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ یوں رواج ہے کہ کسی قوم کی خدمت عموماً وہ کرتا ہے جو ان میں عمر کے اعتبار سے سب سے چھوٹا ہوتا ہے اور اسے (بڑوں) کے چھوڑے ہوئے پانی کو پینے کا حکم ملتا ہے اور پہلی توجیہہ اس مقام کے زیادہ مناسب (اولیٰ) ہے اور حضور ﷺ نے یہ ارشاد مبارک اپنے صحابہ کرام کی تعلیم کے لئے فرمایا۔

(۱۴۴) قیامت کے دِن کافر کا جسم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلَ اُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلٰثٍ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کا دانت احد پہاڑ جیسا ہو جائے گا اور اس کی جلد کی موٹائی تین (دن رات) کی مسافت کے برابر ہو جائے گی۔

تشریح: اس امر کی تحقیق اوپر گزر چکی ہے۔

marfat.com

(۱۳۵) ہر جاندار پر رحم کرنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ كُلِّ كَبِدٍ حَرِّیٍ اَجْرٌ. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جاندار جگر میں اجر ملتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں ہر ذی روح (جاندار) کے لئے رحم کرنے کا بیان پایا جاتا ہے۔

(۱۳۶) خود پسندی میں دین کی تباہی ہے

وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَالَهُ مِرَارًا. متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے اپنے ساتھی کی

marfat.com

گردن کاٹ دی۔ تجھ پر افسوس کہ تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی۔ یہ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ فرمایا۔

تشریح

وَیحکَ قطعتَ عُنقَ صَاحِبکَ تجھ پر افسوس تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اسے عجب (غرور و خود پسندی) میں ڈال کر اس کے دین کو تباہ و برباد کر دیا۔ حضور ﷺ نے یہ ارشاد اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے آپ کے سامنے (کسی کی تعریف میں) مبالغہ کیا تھا۔

(۱۳۷) خشک ایڑیوں کے لئے عذاب

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلاَعُقَابِ مِنَ النَّارِ.

متفق علیه

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایڑیوں کے لئے دوزخ کی آگ کا عذاب ہے۔

راوی: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عالم و حافظ تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سات سو (۷۰۰) احادیث روایت کی ہیں۔ صحیحین میں ان کی پینتالیس (۴۵) احادیث شامل ہیں۔ جن میں سے بخاری نے آٹھ (۸) اور مسلم نے بیس (۲۰) احادیث الگ الگ تخریج کی ہیں۔

marfat.com

تشریح

اعقاب عِقب کی جمع ہے جو کہ (قاف) کی زیر کے ساتھ ہے اور یہ پاؤں کے آخری حصہ (یعنی ایڑی) کو کہتے ہیں۔ یہ ارشاد حضورﷺ نے اس وقت فرمایا جب آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے جلدی جلدی میں نماز کے لئے وضو کیا جبکہ ان کی ایڑیاں ابھی تک خشک تھیں اور ان پر کوئی پانی نہیں گرا تھا۔ اس ارشادِ نبویﷺ کا مطلب یہ ہے کہ خرابی ہے ان ایڑیوں والوں کے لئے جو ان کے دھونے میں کمی (وکوتاہی) کرتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایڑی عذاب سے محصور (یعنی گھری ہوئی) ہوگی۔

(۱۳۸) صدقہ ہدیہ بھی بن سکتا ہے

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَلَھَا صَدَقَۃٌ وَلَنَا ھَدِیَّۃٌ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

marfat.com

تشریح

اس حدیث کے پہلے حصہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک روٹی اور کچھ کھجوریں پیش کیں۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں ہنڈیا کو نہیں دیکھ رہا کہ اس میں گوشت جوش کھا رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا! بے شک ایسا ہی ہے لیکن یہ گوشت بریرہ کو صدقہ کیا گیا ہے جبکہ آپ صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ. (یہ اس کے لئے صدقہ ہے جبکہ ہمارے لئے ہدیہ ہے)۔

(۱۳۹) اللہ سے حُسنِ ظن اور ذکر کی اہمیت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَكَرَنِیْ .

متفق علیه

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے (یعنی بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں) اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔

marfat.com

تشریح

شارح کا کہنا ہے کہ یہاں ظن یقین کے معنیٰ میں آیا ہے جیسا کہ اس ارشاد باری تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ میں یظنون کی تفسیر یوقنون سے کی گئی ہے۔ یعنی کہ میرا بندہ یہ اعتقاد رکھے کہ میں مجیب الدعوات (یعنی دعاؤں کو قبول کرنے والا) ہوں تو میں اس کی دعا کو قبول کر لیتا ہوں اور اگر وہ یہ اعتقاد رکھے کہ میں غفور (یعنی بخشنے والا) ہوں تو میں اسے بخش دیتا ہوں۔ اس معنیٰ کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں یہ آیا ہے کہ دو آدمی جو کہ عبادت میں ایک دوسرے کے مساوی (برابر) تھے جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان میں سے ایک کو اعلیٰ درجات میں دوسرے پر فضیلت دی جائے گی۔ (یعنی اس کو دوسرے سے زیادہ اعلیٰ درجات سے نوازا جائے گا) تو اس کا ساتھی کہے گا: اے میرے پروردگار! تو نے اسے مجھ پر کیوں رفعت بخشی ہے جبکہ وہ دنیا میں مجھ سے زیادہ عبادت گزار نہیں تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ مجھ سے اعلیٰ درجات کی دعا کیا کرتا تھا۔ جبکہ تو دوزخ کی آگ سے نجات کی دعا کیا کرتا تھا۔ تو میں نے ہر بندے کو اس کے سوال (اور دعا) کے مطابق عطا کر دیا اور یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

سَلُوا اللّٰهَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى فَاِنَّمَا تَسْأَلُوْنَ كَرِيْمًا.

(اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ درجات کی دعا کیا کرو،

کیونکہ تم سخی سے مانگ رہے ہو

قاضی کا قول ہے کہ لفظ ظن میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ استغفار کرتے وقت مغفرت کی امید رکھنی چاہیئے کیونکہ اگر یہ گناہوں کے ساتھ ہے تو یہ موہوم ہوتی ہے نہ کہ مظنون۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ پر حُسنِ ظن کی ترغیب اور عذاب کے مقابلے میں بخشش کی امید غالب ہونے کی تاکید ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ (تم میں سے کوئی نہ

marfat.com

مرے، مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حُسنِ ظن رکھتا ہو) اور اس فرمان قدسیؐ وَاَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ (میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے) میں معیت سے مراد رحمت اور توفیق ہے۔ اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد معیت بالعلم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کا علم رکھتا ہوں یعنی اس کو جاننے والا ہوتا ہوں اور اس (بندے) کی کوئی بات یا قول بھی مجھ پر مخفی یا پوشیدہ نہیں ہوتا۔

(۱۴۰) روزے کا خصوصی اجر

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّوْمَ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ. رواه البخاری

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

تشریح

علماء نے کہا ہے کہا کہ روزہ کی اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت (ونسبت) کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس میں اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں ہوتی۔ اور یہ قول بھی آیا ہے کہ روزہ ریا سے دور ہوتا ہے بخلاف کسی دوسرے عمل کے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اضافت باعث مسرت وعظمت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان نَاقَةُ اللّٰهِ (اللہ کی اونٹنی) اس میں اونٹنی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کر کے شرف وعظمت عطا فرمائی۔ اور یہ ارشاد قدسی کہ اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (کہ میں اس کا یعنی روزہ کا بدلہ دوں گا)۔

marfat.com

بہ کی ضمیر روزہ کی طرف راجع ہے اور یہ ذکر نہیں فرمایا کہ کیا بدلہ دوں گا اس کی وجہ کثرتِ اجر یعنی بہت زیادہ اجر ہے۔

سید ابوالحسن ہمدانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو اپنے (یعنی اپنی ذات) کے لئے خاص کر دیا تاکہ (قیامت کے دن) وہ کسی قسم کے مواخذہ اور گرفت سے محفوظ رہے۔ کیونکہ جب حساب کتاب کے وقت مؤمن کے اعمال پورے ہو جائیں گے اور کوئی عمل (فریق مقدمہ) باقی نہیں رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے روزوں کا دفتر نکال لے گا اور ان کی جزا عطا فرمائے گا۔

(۱۴۱) انفاق فی سبیل للہ کا اجر

وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ. رواہ مسلم

ترجمہ: اور انہی (یعنی حضرت ابو ہریرہ) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابنِ آدم! خرچ کر کہ میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا۔

تشریح

یعنی جو تو نے خرچ کیا اور صدقہ دیا اس کا معاوضہ (بدلہ) عطا کروں گا۔

marfat.com

(١٤٢) کھلانے پلانے والے کے لئے دُعا

وَعَنْ مِقْدَادٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاَسْقِ مَنْ اَسْقَانِیْ. رواہ مسلم

ترجمہ: حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھے پلایا۔

تشریح

جو کسی دوسرے کے گھر میں سے کھانا کھائے، اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ کھانے سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھے۔

(١٤٣) بارانِ رحمت کی دعا اور معجزہ

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا قَالَ لَہٗ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ. متفق علیہ

marfat.com

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرمایا۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرمایا۔ یہ دعا آپ نے استقاء (یعنی طلب بارانِ رحمت) کے سلسلے میں فرمائی۔

تشریح

اس حدیث کی ابتداء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد (نبوی) میں جمعہ کے دن داخل ہوا اور اس وقت نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے (آتے ہی) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مال ہلاک (تباہ) ہو گئے نسل منقطع ہو گئی اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ ہم پر بارانِ رحمت نازل فرمائے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ **اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا** اے اللہ ہم پر بارش نازل فرمایا۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرمایا۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما۔ اغثنا اغاثہ سے امر کا صیغہ (دعا کے لئے) ہے جو کہ غین معجمہ کے ساتھ غیث (بادل) سے (مشتق) ہے اور اس کا معنیٰ ہے امطرنا (یعنی ہم پر بارش نازل فرما) اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ یہ اغاثہ، غین کے ساتھ (امداد و اعانت) ہے، اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا اعنا بالمطر یعنی بارش کے ساتھ ہماری اعانت اور امداد فرما۔

یہ دعا آپ نے استقاء یعنی طلبِ بارانِ رحمت کے سلسلے میں فرمائی۔ راوی کا کہنا ہے کہ (اس دعا کے فوراً بعد) ایک بادل اُمڈ آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر پھیل گیا اور بارش برسنے لگی اور مسلسل ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی شخص اگلے جمعہ حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مال ہلاک (تباہ) ہو گئے نسل منقطع (ختم) ہونے لگی، اللہ سے دعا فرمایئے کہ اب بارش کو روک لے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے

marfat.com

فرمایا۔ حَوَالَیْنَا لَا عَلَیْنَا (ہمارے آس پاس ہو نہ کہ ہم پر) یہ فرمانا ہی تھا کہ بادل چھٹ گئے (اور بارش بند ہو گئی)۔

(۱۴۴) ایک اور جامع دعا

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی. متفق علیه

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور پرہیزگاری اور عفت و پاکیزگی اور استغنا و بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔

تشریح

ہدیٰ کا معنیٰ رشد و ہدایت کا ہے اور تقیٰ اللہ تعالیٰ سے خوف اور اس کے احکام کی مخالفت سے بچنے اور پرہیز کرنے کو کہتے ہیں اور عفاف کا معنیٰ ہر ایسی غیر مباح (ناجائز) چیز سے پاک ہونا اور غنیٰ سے مراد ہے لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جانا۔

(۱۴۵) بیت الخلاء میں جانے کی دُعا

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ

marfat.com

بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کَانَ یَقُوْلُهٗ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ. متفق علیہ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ بے شک میں پناہ مانگتا ہوں خُبُث اور خُبائث سے۔ یہ دعائیہ کلمات حضور ﷺ اس وقت ادا فرماتے جب بیت الخلاء میں داخل ہونے لگتے۔

تشریح

خُبُث دو ضموں (پیشوں) کے ساتھ خبیث کی جمع ہے جو کہ نر شیطان کو کہتے ہیں اور خبائث خبیثہ کی جمع ہے جو کہ مادہ شیطان کو کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے بیت الخلاء (میں داخلے) کو ذکر کے ساتھ اس لئے مخصوص فرمایا کہ وہ ایسی جگہ ہے جہاں شیطان موجود ہوتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے ذکر سے خالی ہوتی ہے یعنی وہاں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا۔ علماء کا یہ قول ہے جب بیت الخلاء میں چھینک آئے تو اپنے دل میں یعنی خفیہ طریقے سے الحمد للہ کہے۔

(۱۴۶) علم غیر نافع سے بچنے کی دُعا

وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَاتَشْبَعُ. رواہ مسلم

marfat.com

ترجمہ: انہی (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے (یعنی جو قبول نہ ہو) اور ایسے نفس (دل) سے جو سیر نہ ہو۔

تشریح

عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ (علم جو نفع نہ دے) سے مراد ایسا علم ہے جس پر عمل نہ کیا جائے یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسا علم جس کی دین میں ضرورت نہ ہو اور وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ (ایسا نفس جو سیر نہ ہو) سے مراد ایسا نفس ہے جو کثرتِ اکل (یعنی زیادہ کھانے) سے سیر نہ ہو۔ یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرما رکھا ہے اس پر قناعت نہ کرے۔

(۱۴۷) مغفرت ورحمت کی مسنون دُعا

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. متفق علیہ

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور کوئی گناہ نہیں بخش سکتا سوائے تیرے۔ پس تو اپنے فضل وکرم سے میرے گناہ پوری طرح بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

تشریح

اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا (بے شک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے) کا مطلب ہے اَیْ وَضَعْتُ الْاَفْعَالَ الصَّادِرَۃَ فِیْ غَیْرِ مَاھُوْلَہٗ یعنی میں نے (اپنے نفس) صادر ہونے والے افعال کو ایسی جگہ پر رکھا جو اس کا اصل مقام نہیں تھا۔ (یعنی ان کو اس طرح سرانجام نہیں دیا جس میں نفس کا حقیقی فائدہ نہیں تھا) فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِکَ (یعنی مجھے اپنے فضل وکرم سے ازراہ عفو بخش دے) سے مراد ہے تَفَضُّلًا مِنْ غَیْرِ اِسْتِحْقَاقٍ یعنی محض اپنے فضل وکرم سے بغیر میرے کسی استحقاق کے (بخش دے) وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو ہی بہت زیادہ بخشنے اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ یہ دعائیہ کلمات حضور ﷺ نے اس وقت تلقین فرمائے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ساتھ میں اپنی نماز کے بعد بارگاہِ خداوندی میں دعا کیا کروں۔

(۱۴۸) مغفرت کی ایک اور مسنون دُعا

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجِلَّہٗ۔ رواہ مسلم

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میرے سب چھوٹے بڑے گناہ بخش دے۔

تشریح

دِقَّہٗ دال کی کسر (زیر) اور قاف کی تشدید (شد) کے ساتھ ہے اور جِلَّہٗ جیم کی کسرہ (زیر) اور لام کی تشدید (شد) کے ساتھ ہے۔ اس کا مطلب ہے صَغِیْرَہٗ وَ کَبِیْرَہٗ وَ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ وَعَلَانِیَۃٗ وَ سِرَّہٗ یعنی چھوٹا اور بڑا، اول اور آخر اعلانیہ اور پوشیدہ۔

(۱۴۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کے وقت دُعا

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی دَعَا بِهٖ عِنْدَ وَفَاتِهٖ.

متفق علیہ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا۔ یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے قریب فرمائی۔

marfat.com

تشریح

رفیق اعلیٰ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ کہا جاتا ہے ۔اَللّٰہُ رَفِیْقٌ بِعِبَادِہٖ (اللہ اپنے بندوں کا رفیق ہے) اور رفیق فعیل کے وزن پر رفق سے مشتق ہے اور فاعل کے معنیٰ میں آتا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ رفیق اعلیٰ سے مراد انبیاء و صدیقین اور شہداء کی جماعت ہے جیسا کہ حدیث کے اندر اس کی وضاحت آتی ہے۔ حضورﷺ نے یہ دعا اپنے وصال کے قریب فرمائی۔

ولكن هذا اخِرما اردنا و ختام ما قصدنا والحمد لله رب العالمين. والصلوة على رسوله محمد شفيع المذنبين و اله واصحابه الطيبين الطاهرين.

آمین!

اور لیکن یہ دعا ہماری مراد (یعنی کتابِ ہٰذا) کا آخری حصہ ہے اور اس مقصد کا اختتام ہے۔ اور خاتمۂ مقصود ہے۔ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے اور اس کے رسول حضرت محمدﷺ پر درود ہو جو گناہگاروں کی شفاعت فرمانے والے ہیں اور حضور کی آل اور اصحاب پر جو طیب و طاہر ہیں۔ آمین!

marfat.com

ضمیمہ

عجائب وغرائب اور مواعظ ومصالح

مَنْ لَّمْ يَتَعَلَّمْ فِیْ صِغْرِهٖ لَمْ يَتَقَدَّمْ فِیْ كِبْرِهٖ	جس نے بچپن میں تعلیم حاصل نہ کی وہ بڑا ہوکر ترقی نہیں کرسکتا۔
مَنْ جَدَّ وَجَدَ	جس نے کوشش کی اس نے پالیا
مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ	جو کسی پر ہنستا ہے اس پر ہنسا جاتا ہے۔
اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ	صبر فراخی کی کنجی ہے۔
مَنْ صَبَرَ ظَفَرَ	جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا۔
اَلْقَرْضُ مِقْرَاضُ الْمُحَبَّةِ	قرض محبت کی قینچی ہے۔
كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ	جیسا کروگے ویسا بھروگے۔
اَلْحِرْصُ مِفْتَاحُ الذُّلِّ	حرص (لالچ) ذلت کی کنجی ہے۔

marfat.com

اَلدُّنیا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ	دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
اَلْقَنَاعَةُ مِفْتَاحُ الرَّاحَةِ	قناعت آرام (وراحت) کی کنجی ہے۔
ثَمَرَةُ الْعَجَلَةِ النَّدَامَةِ	جلد بازی کا نتیجہ (پھل) ندامت ہے۔
سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ	قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔
اَلْحِلْمُ سَجِیَّةٌ فَاضِلَةٌ	حلم (بردباری) اچھی خصلت ہے۔
اَفْضَلُ الْعُلَمَاءِ اَفْضَلُ الْعُمَلاءِ	بہترین علماء وہی ہوتے ہیں جو بہترین عمل کرنے والے ہوں۔
خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا	امور و معاملات میں بہترین وہ ہے جو درمیانہ درجے کا ہو۔
اَلْحِمْیَةُ رَأْسُ کُلِّ دَوَاءٍ	پرہیز ہر دوا (علاج) کی بنیاد ہے۔
اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا	کریم (سخی) جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔
حُبُّ الْمَالِ یُفْسِدُ الْمَآلَ	مال کی محبت مآل (انجام) کو خراب دیتی ہے۔

marfat.com

اَلْجِنْسُ يَمِيلُ اِلَى الْجِنْسِ	جنس، جنس کی طرف میلان رکھتی ہے۔
اَلنَّقْدُ خَيْرٌ مِّنَ النَّسِيئَةِ	نقد ادھار سے بہتر ہے۔
تَرْكُ الْاٰثَامِ يُعْلِي الْمُقَامَ	گناہوں کو چھوڑ دینا مقام کو بلند کر دیتا ہے۔
زُرْ غِبًّا تَزْدُدْ حُبًّا	وقفے سے ملو اس سے محبت بڑھتی ہے۔
اِتِّبَاعُ الشَّهْوَةِ مِفْتَاحُ النَّدَامَةِ	شہوت کی پیروی ندامت کی کنجی ہے۔
اَلْمَنَاقِبُ بِاِحْتِمَالِ الْمَتَاعِبِ	مناقب کا حصول مشقتوں کے برداشت کرنے سے ہوتا ہے۔
حُبُّ الشَّيْءِ يُعْمِي وَ يُصِمُّ	کسی چیز کی محبت (اس کے متعلق) اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔
خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ	بہترین انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کو نفع پہنچائے۔

marfat.com

اَلاِحْسَانُ قَیْدٌ اَحَدُّمِنَ الْحَدِیْدِ	احسان ایک قید ہے جو لوہے سے بھی تیز (مضبوط) ہوتی ہے۔
اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ	سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔
رُبَّ طَمْعٍ اَدّٰی اِلٰی مَطَبٌ	اکثر طمع مطب کی طرف لے جاتی ہے۔
عِنْدَ النَّازِلَۃِ تَعْرَفُ اَخَاکَ	مصیبت کے وقت ہی تم اپنے بھائی کو پہنچانتے ہو۔
اَلْقَلْبُ الْعَلِیْلُ یَمِیْلُ اِلَی الْاَبَاطِیْلُ	بیمار دل لغو اور باطل چیزوں کی طرف مائل ہوتا ہے۔
مَنْ لَّمْ یَقْنَعْ لَمْ یَشْبَعْ	جس نے قناعت نہ کی وہ سیر نہ ہوا۔
مَنْ کَثُرَ کَلَامُہٗ ذُلَّ	جس کا کلام کثیر ہوا وہ ذلیل ہوا۔
حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ	دنیا کی محبت ہر برائی (گناہ) کی جڑ ہے۔

marfat.com

تَرْكُ الذَّنْبِ خَيْرٌ مِّنَ الْاِسْتِغْفَارِ — ترکِ گناہ استغفار سے بہتر ہے۔

مَنْ زَرَعَ الْاِحَنَ حَصَدَ الْمِحَنَ — جس نے کینہ کاشت کیا اس نے مشقتوں کی فصل کاٹی۔

اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ — بے شک مصیبت زبان سے بندھی ہوتی ہے۔

اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكَ — سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔

مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ — جس کا مولیٰ ہو جاتا ہے اس کا ہر کوئی ہو جاتا ہے۔

تَرَكَ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ — ترک دنیا ہر عبادت کی بنیاد ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ — جس نے اللہ کے لئے تواضع کی اللہ نے اسے بلند کر دیا۔

مَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ قَلَّتْ نَدَامَتُهٗ — جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی اس کی پشیمانی کم ہوگئی۔

marfat.com

مَنْ کَلَّ صِدْقُہٗ قَلَّ صَدِیْقُہٗ
جس کا سچ کم ہو گیا اس کے دوست بھی کم ہو گئے۔

مَنْ لَزِمَ شَانَہٗ دَامَتْ سَلَامَتَہٗ
جس نے اپنی شان کو لازم سمجھا وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا۔

مَنْ کَثُرَ لَفْظُہٗ کَثُرَ غَلَطُہٗ
جس کے الفاظ زیادہ ہوئے اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوئیں۔

فَخْرٌ بِفَضْلِکَ خَیْرٌ مِنْہُ بِاَصْلِکَ
تیرا اپنے علم و فضل پر فخر تیرے نسب پر فخر سے بہتر ہے۔

مَنْ قَلَّ حَیَاءُہٗ کَثُرَ ذَنْبُہٗ
جس کی حیاء کم ہوئی اس کے گناہ زیادہ ہوئے۔

مَنْ حَسُنَ خُلُقُہٗ کَثُرَتْ اِخْوَانُہٗ
جس کا اخلاق اچھا ہوا اس کے بھائی زیادہ ہو گئے۔

مَنْ کَتَمَ سِرَّہٗ بَلَغَ مُرَادَہٗ
جس نے اپنے راز کو چھپایا وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

مَنْ کَثُرَ اَیَادِیْہِ قَلَّتْ اَعَادِیْہِ
جس کے احسانات زیادہ ہو گئے اس کے دشمن کم ہو گئے۔

marfat.com

مَنْ طَمِعَ فِی الْکُلِّ فَاتَهُ الْکُلَّ

جس نے کل کی طمع کی وہ کل سے محروم ہوگیا۔

مَنْ کَثُرَ مَزَاحُهٗ زَالَتْ هَیْبَتُهٗ

جس کا مزاح زیادہ ہوگیا اس کا رُعب ختم ہوگیا۔

اَبْصَرُ النَّاسِ مَنْ نَظَرَ اِلٰی عُیُوْبِهٖ

سب سے زیادہ صاحبِ بصیرت وہ شخص ہے جو اپنے گناہوں پر نظر رکھتا ہو۔

عَدُوٌّ عَاقِلٍ خَیْرٌ مِنْ صَدِیْقٍ جَاهِلٍ

عاقل دشمن جاہل دوست سے بہتر ہے۔

لَا تُصَغِّرُ عَدُوًّا وَاِنْ ضَعُفَ

دشمن کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ کمزور ہی ہو۔

مَنْ تَوَاضَعَ وُقِّرَ وَمَنْ تَکَبَّرَ حُقِّرَ

جس نے تواضع اختیار کی اس کی توقیر ہوئی اور جس نے تکبر کیا حقیر (ذلیل) ہوا۔

مَنْ کَثُرَ هُجْرُهٗ وَجَبَ هَجْرُهٗ

جس کی بیہودہ گوئی بڑھی اس سے علیحدگی ضروری ہوگئی۔

marfat.com

مَـنْ سَـكَـتَ سَـلِمَ وَ مَنْ سَلِمَ نَجَا	جو خاموش رہا، محفوظ ہو گیا اور جو محفوظ ہو گیا نجات پا گیا۔
اَلْـجَـاهِـلُ يَـطْلُبُ الْمَالَ وَالْعَاقِلُ يَطْلُبَ الْكَمَالَ	جاہل مال طلب کرتا ہے اور عاقل کمال طلب کرتا ہے۔
اَلْـمَـالُ كَـالْـقَحْبَةِ يَـوْمًا عِـنْـدَ الْعَطَّارِ وَيَـوْمًـا عِنْدَ الْبَيْطَارِ	مال قحبہ (فاحشہ عورت) کی طرح ہے ایک دن عطار (عطر فروش) کے پاس اور دوسرے دن بیطار (دوا فروش یعنی معالج) کے پاس ہوتا ہے۔
خَيْـرُ الْـكَلَامِ مَـاقَلَّ وَدَلَّ وَمَنْ يُطِلْ فَيُمِلْ	بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور جامع ہو اور جو طوالت کرتا ہے تو وہ اکتا دیتا ہے۔
اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ	عاقل کے لئے اشارہ ہی کافی ہے

فـقـط

تـمَّت بالـخـيـر

marfat.com

تاریخ ترتیب وتکتیب

نزھة الناظرین

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا حکیم محمد قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ

تلمیذِ رشید حضرت اعلیٰ حافظ غلام مرتضٰی رحمۃ اللہ علیہ مؤلفِ کتاب

چوں بفضلِ ایزد ایں نسخۂ جدید

از برائے خواندن احمد سعید

جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نیا نسخہ حضرت صاجزادہ احمد سعیدؒ کے پڑھنے کے لئے (تیار ہوا)

آنکہ آثار سعادت بالیقین

از جبین اوست درخوردی مبین

یہ کہ آثار سعادت یقیناً جن کی پیشانی سے بچپن ہی میں ظاہر ہیں

قرۃ العینین مولانا العلےٰ

خاک پائے اوست کحل العین ما

ہمارے بزرگ مولانا حضرت اعلیٰؒ کی دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک جن کے پاؤں کی مٹی ہماری آنکھوں کے لئے سرمہ ہے۔

marfat.com

جملۂ اوصاف مولانا است فیہ

کیف لا، الولد سرٌّ منْ ابیْہِ

حضرت اعلیٰ ؒ کے تمام اوصاف ان میں پائے جاتے ہیں ایسا کیوں نہ ہو، کہ بیٹا اپنے باپ کا راز ہوا کرتا ہے

اِنَّ فِکْرِیْ قَاصِرٌ عَنْ حَدِّہٖ

فِی الْمَھْدِ یَنْطِقُ عَنْ سَعَادَۃَ جَدِّہٖ

بے شک میری فکر ان کی تعریف سے قاصر ہے گہوارۂ تربیت ہی میں وہ اپنے جد امجد کی سعادت و خوش بختی کے ناطق ہیں۔

حافظ القرآن مِنْ فَضْلِ الْاِلٰہِ

باد تا روز قیامت در پناہ

وہ اللہ کے فضل سے حافظ قرآن ہیں تاکہ قیامت کے روز تک اللہ کی پناہ میں رہیں۔

شد ز حسن سعی مولانا تمام

فاضل النحریر مرجع خاص و عام

ہمارے حضرت مولانا کی سعی سے مکمل ہوئی جو کہ فاضل، ماہر تجربہ کار اور مرجع خاص و عام ہیں

قبلۂ حاجات و مقصودات ما

واقفِ حالات و معمولاتِ ما

marfat.com

جو ہمارے مقاصد اور حاجات کا قبلہ ہیں اور ہمارے حالات و معمولات سے واقف ہیں

مِنْہُ اَقْسَامُ الْفَضَائِلِ ظَاہِرٌ

مِنْہُ اَنْوَاعُ الْفَوَاضِلِ بَاہِرٌ

ان سے مختلف قسم کے فضائل ظاہر ہیں اور ان سے مختلف نوع کے فواضل (کمالات) واضح ہیں

اَلَّذِیْ ھُوَ مَظْھَرُ النُّوْرِ الْقَدِیْمِ

اَلَّذِیْ ھُوَ مَعْدَنُ الْفَیْضِ الْاَتَمُّ

وہ جو کہ نور قدیم کے مظہر ہیں وہ جو کہ فیض اتم کے معدن (کان) ہیں

اَلَّذِیْ یَجْلُوْا بِطَلْعَتِہِ الدُّجٰی

اِسْمُہُ الطَّیِّبُ غُلَامُ الْمُرْتَضٰی

وہ جن کی پیشانی سے اندھیرے روشن ہو جاتے ہیں ان کا نامِ پاک غلام مرتضٰی ہے۔

حسبِ حسناتش چو لا اُحْصِیْ ثَنَاءً

یَنْبَغِی الْاِتْمَام مِنِّیْ بِالدُّعَا

ان کی حسنات (خوبیوں) کے مطابق چونکہ میں تعریف نہیں کر سکتا تو میری طرف سے اس دعا پر اختتام (اتمام) کرنا چاہیے

marfat.com

یا الٰہی باد تا یوم التناد

سایۂ اعطاف او فوق العباد

اے اللہ! قیامت تک ان کی مہربانیوں کا سایہ بندوں کے اوپر رہے

پس پے تاریخ آں نسخۂ متین

جستجو چوں کرد قمرالدین حزیں

پس اس مضبوط نسخہ کی تاریخ کے لئے جب غم زدہ قمرالدین نے جستجو کی

عند محض الفکر از لطفِ خدا

۱۲۸۵ھ

پس عجب **نو منتخب** آمد ندا

خلوصِ فکر سے خدائے بزرگ و برتر کے لطف و کرم سے بس عجب **نو منتخب** کی تاریخِ ندا برآمد ہوئی

----

marfat.com

زاویہ پبلشرز

6 مرکز الاویس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ۔ لاہور

Voice: 042-7248657 Mobile: 0300-9467047